آؤ لوگو کہ یہین نور خدا پاؤ گے :. لو تمہیں طور تسلّی کا بتایا ہمنے

ریویو آف ریلیجنز

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

جلد ۴ | بابت ماہ جون سنہ ۱۹۰۵ء | نمبر ۶

فہرست مضامین

قادیان ضلع گورداسپور سے ۲۰ جون سنہ ۱۹۰۵ء کو مینیجر میگزین کے اہتمام سے شایع ہوا۔ چندہ سالانہ عہ

سلسلہ احمدیہ ممالک غربی مین

ہمارے دوست جنکے اخراجات سے میگزین انگریزی ممالک غربی مین بھیجا جاتا ہے اس خبر کو سن کر بہت خوش ہونگے کہ خدا کے فضل وکرم سے ان ممالک مین وہ انسان پیدا ہوتے جاتے ہین جن کے دلون مین نہ صرف اس سلسلہ کی صداقت ہی اثر کر گئی ہے بلکہ اس کی اشاعت کا جوش بھی پیدا ہو گیا ہے۔ چارلس سیورایٹ صاحب جو ملک اسٹریلیا کے رہنے والے ہین اور جو گذشتہ سال مین اس ملک ہند مین بھی آئے تھے اور مختلف جگہو نپر لکچر دیے تھے اب خدا کے احسان سے بصدق دل اس سلسلہ مین داخل ہو چکے ہین ان کا اسلامی نام عبد الحق ہے۔ انکے تازہ ترین خطوط جو اس عاجز کے نام آئے ہین ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اب انکے دل مین یہ تڑپ لگ رہی ہے کہ اس سلسلہ کی اشاعت امریکہ اور دیگر ممالک مین کرین اور لوگونکو اس صداقت کیطرف بلائین۔ اسوقت وہ اسٹریلیا سے نکلکر نیوزیلینڈ پہونچ چکے ہین اور عازم امریکہ ہو رہے ہین۔ نیوزیلینڈ سے انکے دو خط راقم کے نام آئے ہین جو اخبار بدر مین شائع ہونیکے لیے دیدیے گئے ہین۔ ان خطوط سے یہ ایک عجیب بات معلوم ہوتی ہے کہ کس طرح اللہ تعالے جن لوگون پر اپنا فضل کرنا چاہتا ہے انکے دلونکو کھولدیتا اور انکو شرح صدر عطا فرماتا ہے جس سے انکے دل انوار الہی کی قبولیت کیلیے تیار ہو جاتے ہین عجیب بات ہے کہ اس ملک مین وہ طبیعتین موجود ہین جو باوجود سمجھانیکے نہین سمجھتین۔ اور ایک ایسے دور دراز ملک مین خدا تعالے نے ایک شخص کو جسکا قادیان مین قیام صرف ایک رات کیلیے تھا وہ شرح صدر عطا فرمایا ہے کہ وہ ان نشانونکے پورا ہونے پر خوشی ظاہر کر رہا ہے مسٹر عبد الحق نے صرف اشتہار الوصیت پڑھا ہے جو مارچ کے رسالہ مین شایع ہوا تھا۔ اور جس مین حضرت اقدس کا یہ کشفی نظارہ کہ دردناک موتون سے عجیب طرحپر شور قیامت برپا ہے اور آپ کا یہ الہام کہ:— عفت الدیار محلہا ومقامہا شایع ہوا تھا۔ ادھر اس رسالہ کے پہونچنے کے ساتھ ہی انہون نے اخبارون مین ۴۔ اپریل کے زلزلہ کی جو سچ مچ نمونہ قیامت تھا خبرین پڑھین اور انکی حق پسند طبیعت نے معاً سمجھ لیا کہ یہ وہی خدا کا کلام پورا ہوا جس کی خبر الوصیت مین دیگئی تھی۔ چنانچہ اس پیشگوئی کے پورا ہونے پر انہون نے اپنے خط مین بہت ہی اظہار خوشی کیا ہے اور سجدات شکر بجا لائے ہین اور انہون نے لکھا ہے کہ مین اس عظیم الشان نشان کے پورا ہونیکی خبر ہر جگہ اپنے دوستون کو لکھ رہا ہون۔ اس سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ ان مغربی ممالک مین کثرت سے ایسی حق پسند اور مستعد طبیعتین ہین جو صرف پیغام کے پہونچنے کی منتظر ہین۔ یہی وہ لوگ ہین جنکی خبر اللہ تعالے اس سے پچیس سال پہلے براہین احمدیہ مین الہام ثلۃ من الآخرین مین دیچکا ہے یعنی ایک جماعت مسیح موعود کو ان لوگونکی دیجاویگی جو پیچھے آنیوالے ہونگے یعنی غیر اقوام مین سے اس سلسلہ کو قبول کر کے اسلام مین داخل ہونگے ایسا ہی ایک اور خط ایک لیڈی کا ہے جنکا نام رج وے ہے جو اپنی خوشی اسی امر مین ظاہر کرتی ہین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

پردہ اور تعدد ازدواج کے متعلق چند اور باتین

قوانین نکاح کا جو اثر انسان کی تمدنی ترقی پر پڑتا ہے اسکے متعلق مغربی ممالک مین آج کل خاص طور پر بحث چھڑی ہوئی ہے اور اگرچہ پردہ اور تعدد ازدواج کے مضمونون پر اس رسالے مین ہر پہلو سے بحث ہو چکی ہے مگر مغربی مباحثہ کو مدنظر رکھکر یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ چند متفرق باتین اور اس جگہ اکٹھی کر دیجاوین -

ولایت کے مشہور رسالہ فارٹنایٹلی ریویو مین ایک نامہ نگار لکھتا ہے کہ "موجودہ طرز زندگی کے بہت کم پہلو ایک غور کرنیوالے انسان کو اسقدر حیرت مین ڈالتے ہین جیسے کہ وہ رواج جسکے رو سے مروجہ قوانین نکاح پر کوئی بحث کرنا اس علمی زمانہ مین بہت بُرا سمجھا جاتا ہے" اور پھر آگے چلکر لکھتا ہے کہ "اس خاموشی کی کوئی وجہان واقعات کو تلاش کرنیسے نہین ملتی جو سوسائٹی کی سطح کے نیچے اپنا اثر پیدا کر رہے ہین - یہ ایک ایسا مضمون ہے کہ اس کی طرف پبلک کو توجہ دلانیکے لیے کسی مبالغہ آمیز بیان کی ضرورت نہین اور نہ کسی واقع کو ڈراؤنے رنگ مین پیش کرنے کی ضرورت ہے بلکہ ہماری روزمرہ زندگی کے بعض پہلو ایسے ہین کہ ان کا بیان کر دینا ہی بیسوین صدی کی تہذیب کی افسوسناک حالت کو ظاہر کرتا ہے - اُس چیز کی موجودگی جس کو تمدنی بدی کے نام سے پکارا جاتا ہے اور اس کے بد نتائج خواہ وہ بلاواسطہ پیدا ہوتے ہین یا بالواسطہ وہ عام طور پر پھیلی ہوئی خفیہ بدکاری جو بیاہے ہوؤن اور نہ بیاہے ہوؤن مین یکسان طور پر موجود ہے - وہ اوباشی جو مل ملکر کیجاتی ہے اور جس نے سچی فطرت کو بھی آخر کار دبا دیا ہے - یہ سب باتین اس یقینی اور قطعی نتیجہ پر پہنچاتی ہین کہ مرد و عورت کے تعلقات کے سوال کا ابھی تک سوسائٹی نے جراءت سے سامنا نہین کیا" مگر ان افسوسناک واقعات نے جو مہذب سوسائٹی کی جڑ مین کیڑے کیطرح لگے ہوئے ہین اور اسے دن بدن کمزور کر رہے ہین - آخر ایسا نمایان اثر دکھا دیا ہے جسکو دیکھکر مجبوراً یورپین اقوام کو اپنے قوانین نکاح اور مرد و عورت کے تعلقات کے رواجون کی غلطی کو - - -

تسلیم کرنا پڑا ہے اور ان قوانین کو از سر نو بنانے کی ضرورت پیش آئی ہے اور مہر خاموشی کو آخر توڑنا پڑا ہے
چنانچہ چند ہی سال کے عرصہ مین یہ سوال اب عام طور پر پوچھا جانے لگا ہے کہ یورپ کے مروجہ قوانین نکاح
کس حد تک قابل تسلیم ہین اور سوسائیٹی مین جن بدکاریون کے پھیلانے کا یہ موجب ہوئے ہین وہ نہ صرف
ناولون اور کہانیونکے رنگ مین ہی کھول کھولکر بیان کیجانے لگی ہین بلکہ بڑے بڑے فلاسفرون اور مشہور
مصنفون نے بھی آخر اس طرف توجہ کی ہے! اور تشخیص مرض کیلیے مختلف کوششین کیجارہی ہین - عام طور پر
موجودہ رواجون سے بیزاری ظاہر کیجارہی ہے اور نئے قانونکے مروج کرنیکی تجویزین پیش ہو رہی ہین مگر
جیساکہ ان حالات کے ماتحت ہوا ہی کرتا ہے پہلی کوششین جو اس بارے مین کی گئی ہین ان مین اکثر غلط پہلو اختیار
کیا گیا ہے اگرچہ ساتھ ساتھ ہی صداقت کی شعاعین بھی اپنی چمک دکھانے لگی ہین جس سے امید ہوتی
ہے کہ جلدی ہی اس سوال پر پوری روشنی پڑکر ملک کی بہتری کا موجب ہوگی +

اسی رسالہ کے نامہ نگار نے جس کا حوالہ ابتدائے مضمون مین دیا گیا ہے "معاہدہ نکاح اور اسکا اثر انسانی
تمدنی ترقی پر" کے عنوان کے نیچے ایک مضمون لکھا ہے جس مین وہ اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ چونکہ زناکاری
انسانی کوششون سے توڑی نہین جا سکی پس اب اسکے جواز کا کوئی طریق نکالنا چاہیئے چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ "بدکاری
چلی جاتی ہے اور صدیون تک ہزارہا منبرون سے پر زور تقریرون نے اسکے روکنے مین ناکامی ہی ناکامی دیکھی
ہے" یہ بالکل سچ ہے مگر افسوس کہ اسکی اصل وجہ تلاش نہین کیگئی اصل سبب سکا یہ ہے کہ بدکاری اور
زناکاری کے اسباب کو تلاش نہین کیا گیا - اور نہ ان اسباب کے دور کرنے کی کوئی کوشش کی گئی ہے - افسوس
یہ ہے کہ جو لوگ بڑی جرائت سے موجودہ امراض کے علاج کیلیے اٹھتے ہین انکے خیالات بھی تعصب سے پاک
نہین - اور یہی وجہ ہے کہ وہ آخر ایک غلط نتیجہ پر پہنچے ہین مگر اسی نامہ نگار کے مضمون سے باوجود تعصب کے
یہ پتہ لگتا ہے کہ یورپ مین بھی لوگون نے عام طور پر یہ تو محسوس کر لیا ہے کہ ان بدکاریونکا علاج سوائے
تعدد ازواج کے کچھ نہین - وہ لکھتا ہے کہ "ان لوگونکے خلاف جو نکاح کے موجودہ رواجون کو تنقید کے نیچے لاکر
ان کی غلطی ظاہر کرتے ہین - عموماً یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ ان رواجون کی صحت مین شبہ کرنے سے یہ لازم آتا
ہے کہ تعدد ازدواج کو رواج دیا جاوے جسکے متعلق یہ بالکل سچ کہا گیا ہے کہ اسکو یعنی تعدد ازدواج کو تمام ترقی کرنے
والی قومون نے رد کر دیا ہے - مین کہتا ہون کہ مہذب دنیا کا تعدد ازدواج کو پھر اختیار کرنا ایسا ہی بعید از قیاس ہے
جیساکہ موجودہ اسلحہ حرب کو چھوڑکر تیر و کمان کو پھر رواج دینا" راقم مضمون کو اس موقعہ پر سخت غلطی لگی ہے اور
اس دلیل مین عجیب قسم کا گڑبڑ ڈالدیا ہے اگر تعدد ازدواج کو اسوجہ پر رد کیا جا سکتا ہے کہ تمام ترقی کرنیوالی
قومون نے اسکو رد کیا ہے تو خود راقم مضمون کو کیا حق پہونچتا تھا کہ وہ انہین ترقی کرنیوالی اقوام کے قوانین

اور رواجون پر اعتراض کرتا کیونکہ اس اصول کے رو سے تو پھر انکے تمام مسلمہ رواج قابل تسلیم اور تمام رد کردہ امور قابل رد ہونے چاہئے۔ مگر افسوس ہے کہ خود راقم مضمون نے انکے مسلمہ رواجون پر اعتراض کیا اور واقعات سے اس اعتراض کو سچا ثابت کرکے دکھایا اور پھر خود ہی اس تعصب کیوجہ سے جو تعدد ازدواج کے خلاف ہے یہ دلیل پیش کرتا ہے کہ جس رواج کو ہماری قوم نے رد کردیا ہے وہ ضرور ہی رد کرنیکے قابل ہے۔ بات یہ ہے کہ ایک قوم جو ایک پہلو مین ترقی کر رہی ہو ضروری نہین کہ وہ ہر پہلو مین ہی ترقی کر رہی ہو اور اس کی ہر بات نقص سے خالی ہو۔ عیسائی قومین بیشک تجارتی اور مادی رنگ مین حیرت انگیز ترقی کر رہی ہین مگر عفت اور اخلاق کے معاملہ مین وہ بہت ہی گری ہوئی حالت مین ہین اور اس امر سے کسی دانا عیسائی نے بھی آجتک انکار نہین کیا بلکہ خود راقم مضمون بھی اسکو تسلیم کرتا ہے پھر یہ کیسی غلطی ہے کہ ایک ایسے رواج کو جو مرد و عورت کے تعلقات کے متعلق ہے اسوجہ پر رد کیا جاوے کہ عیسائی اقوام نے جنہون نے اس معاملہ مین سخت ٹھوکر کھائی ہے جیسا کہ ہم آگے چلکر دکھا دینگے اسکو رد کردیا ہے اسی سے اندازہ لگ سکتا ہے کہ تعدد ازدواج کے خلاف کسقدر دلایل سے کام لیا جاتا ہے اور کسقدر تعصب سے۔

اب یہ امر غور طلب ہے کہ اگر اس نامہ نگار کے نزدیک تعدد ازدواج اس کی قوم کی بدکاریون کا سچا علاج نہین تو پھر وہ خود کونسا علاج پیش کرتا ہے اس کی تجویز عملی طور پر یہ ہے کہ زنا کو برا نہ سمجھا جاوے اور سوسائیٹی اس بات کی کچھ پروا نہ کیا کرے کہ کوئی بچہ زنا کی اولاد ہے یا نکاح کی اولاد۔ بلکہ ولدالحرام بچونکو کسیقدر ترجیح دیا کرے۔ وہ کہتا ہے کہ ”محبت کو ضوابط اور مذہبی ممانعت کی قیدون سے آزاد کرنا چاہئے اور اسکو اپنی مناسب جگہ پر لانا چاہئے یعنی یہ کہ دو افراد کے درمیان یہ ایک پرائیویٹ معاملہ سمجھا جاوے“ اس بیان کا مطلب یہ ہے کہ آدمی اور عورت کا کسی ضابطہ اور قاعدہ کے نیچے لاکر نکاح کرنا یا یہ کہ مذہبی رنگ مین بغیر نکاح کے مرد و عورت کے تعلقات کو منع کرنا یہ باتین نہ ہون بلکہ ہر شخص کو آزادی ہو کہ جہان جس قدر عرصہ کیلیے اسے کسی دوسرے مرد یا عورت سے محبت ہو وہان ہی مرد و عورت کے تعلقات بھی ہون پھر دوسری جگہ اگر وہ صرف اسقدر لکھتا کہ نکاح کے بعد جب بعض ضرورتین نکاح کو منسوخ کرنے کی پیش آتی ہین تو اسکے لیے کوئی راہ ہونی چاہئے تو یہ بات الگ تھی۔ مگر وہ خود نکاح کی ذمہ داریونکو ہی دور کرنا چاہتا ہے۔ یا یون کہو کہ نکاح کو ہی پسند نہین کرتا چنانچہ اسکے مندرجہ ذیل الفاظ سے یہ صاف نتیجہ نکلتا ہے ”ایک عورت جسکا گناہ صرف اسیقدر ہوتا ہے کہ یا وہ ناواقفیت کے سبب سے کسی پھسلانے والے کے دام مین پھنس جاتی ہے یا اس کی محبت پر زیادہ اعتبار کرکے اپنے آپ کو اسکے حوالہ کر دیتی ہے اسکو پھر معزز سوسائیٹی سے الگ کر دیا جاتا ہے اس غلطی کی اصل وجہ تو یہ ہے کہ ہر ایک عورت کو ایک خاص آدمی کی محتاج سمجھا جاتا ہے اور اسیوجہ کو دور کرنیسے اصلاح بھی ہو سکتی ہے۔ انڈو نمین اس امر سے بہت خوف ظاہر کیا جاتا ہے کہ پیدائشون مین کمی ہو رہی ہے اور جو اولاد پیدا ہوتی ہے وہ مضبوط نہین ہوتی ۔۔۔۔ مگر یقیناً ہمارے خیالات بیجے

اخلاق فاضلہ کے متعلق بالکل اُلٹے ہوئے ہوئے ہین کیونکہ اس امر مین تو کچھ حرج نہین سمجھا جاتا کہ ایک بوڑھی عورت ایک شرابی خاوند کے ساتھ تعلق رکھکر بیمار بچے پیدا کرتی چلی جاوے مگر جب کوئی عورت اپنے قدرتی قویٰ اور جذبات کے زور کیوجہ سے پوشیدہ طور پر تعلق کرکے بچہ پیدا کرتی ہے تو اسکے ساتھ ایسا سلوک ہوتا ہے کہ یا تو وہ دریا مین جاکر ڈوب مرتی ہے اور یا بازارون مین اسے بھیک مانگنے یا بدکاری کا ارتکاب کرنا پڑتا ہے۔ برنارڈ شا کہتا ہے کہ ہر ایک عورت کو جو ایک اچھا ذہین مضبوط قوے والا اور عمدہ ہاضمہ والا رعایا کا ممبر پیدا کر سکتی ہے اس قومی خدمت کے عوض مین سلطنت کیطرف سے کافی معاوضہ ملنا چاہئے تاکہ وہ پھر بھی اس خدمت کو دوبارہ ادا کرسکے"

ان الفاظ سے مطلب یہ ہے کہ عورت کو بجائے اسکے کہ اس امر پر ملزم ٹھہرایا جائے کہ اس نے ناجایز تعلق پیدا کرکے ولد الحرام اولاد پیدا کی ہے اسکو انعام دینا چاہئے اور اسکے اس فعل کو مذموم نہین بلکہ محمود تصور کرنا چاہئے ایک طرف تعدد ازدواج ہے اور دوسری طرف یہ تجویز جسکے رو سے حکومت کا فرض ہونا چاہئے کہ وہ ولد الحرام بچون کی پیدائش پر انعام دیکر اس فعل قبیح کی لوگون کو ترغیب دے۔ ان دونون تجویزون مین سے ہمارے مدعیان اصلاح کا اختیار نے [illegible] اور خصوصاً مسٹر دلاور حسین سے میری یہ استدعا ہے کہ وہ بھی کھولکر اپنی رائے بیان کرین کہ ان دونون باتون مین سے انہین کونسی بات پسند ہے کیا تعدد ازدواج کے رواج کو منسوخ کرکے یہ لوگ ان باتون کو خوشی سے رواج دینا پسند کرتے ہین۔ اور کیا یہ تبدیلی مسلمانون کی بہتری کا باعث ہوگی۔ کیا یہی وہ تہذیب ہے جس کی طرف وہ مسلمانون کو بلا رہے ہین۔ خود عیسائیون نے بھی آخر صدیون کے تجربہ کے بعد یہ محسوس کرلیا ہے کہ یا تو انہین تعدد ازدواج کو رواج دینا پڑے گا اور یا بدکاری کو جایز رکھنا پڑے گا۔

دنیا کے ہر ایک ملک مین جہان تعدد ازدواج کو روکا گیا ہے رنڈی بازی اور زناکاری بہت ہی کثرت سے پھیلی ہوئی ہے۔ بلکہ مہذب ممالک مین تو اب یہان تک نوبت پہونچی ہے کہ لوگ یہ کہنے لگ گئے ہین کہ رنڈی بازی سوسائٹی کا جزو لازمی ہے۔ غالبًا سب سے پہلے رومیون نے تعدد ازدواج کے اصول پر عمل کرنا چھوڑا۔ ان کی اخلاقی حالت کی یہ شہادت تاریخ سے ہمین ملتی ہے جیسا کہ لیکی کہتا ہے[*] کہ "تاریخ مین ایسے زمانے تو بہت ہین جب نیکی اس سے بھی کم ہوگئی جس قدر رومی قیصرون کے ماتحت تھے۔ مگر ایسا کوئی زمانہ نظر نہین آتا جب بدکاری اور فواحش اسقدر کھلے اور اسقدر حد سے گذرے ہوئے ہون جیسا کہ رومیونکے زمانے مین ۔۔۔۔ رومیون مین تین قسم کی شادی تسلیم کی گئی تھی جس مین تیسری قسم یہ تھی کہ صرف محبت کے ارادے کے اظہار سے مرد و عورت کا تعلق جایز سمجھ لیا جاتا تھا۔ یہ صورت نکاح کی درحقیقت اصل ایک قسم کی زناکاری ہے) رومی سلطنت مین بالکل عام ہوگئی تھی۔ سسرو کا یہ خیال تھا کہ کم از کم جوان آدمیون کی صحت کے لیے یہ ضرور ہے کہ وہ عورتون سے صحبت کرین۔ وہ کہتا ہے کہ اگر کوئی شخص یہ خیال کرتا ہے کہ جوان آدمیونکو کسبیون کی صحبت سے روکنا چاہئے

[*] مندرجہ ذیل واقعات کا کثیر حصہ ڈاکٹر فوٹ کے ہوم سائیکلو پیڈیا سے لیا گیا ہے اور متن مین جو حوالے صفحونکے ہونگے وہ اسی کتاب کے صفحونکے ہونگے +

تو وہ بیجا تشدد کرتا ہے۔ الگزنڈر سویرس کا جو رومی بادشاہون مین بدکاری کے خلاف قانون بنانے مین سب سے زیادہ مشہور ہے۔ ذکر ہے کہ کسی صوبہ کا گورنر مقرر کرتے وقت وہ علاوہ گھوڑے اور خدمتگار دینے کے گورنر کو اس صورت مین کہ وہ بیاہا ہوا نہ ہو ایک لونڈی بھی ساتھ دیا کرتا تھا۔ (صفحہ ۹۱۳) روم مین آگسٹس کے ماتحت قانون مین کسبی کا پیشہ اختیار کرنے یا رنڈی بازی کی کوئی سزا نہ تھی اور جنکے اولاد کچھ زیادہ ہوتی تھی ان کو کچھ انعام بھی ملتا تھا۔ ان دونون باتون کے ملنے سے بعض لالچی خاوندون کی جو خود اولاد پیدا کرنیکے قابل نہ ہوتے یہ حالت ہوگئی تھی کہ وہ اپنی عورتونکو بازار مین کسبیونکے طور پر بٹھا دیتے تھے تاکہ بہت ساری اولاد پیدا ہو سکے۔

یونان کے متعلق جہان عملی طور پر تعدد ازدواج کی سب سے پہلے ممانعت کی گئی وہی مصنف لکھتا ہے۔
"جب یونانی سوسائیٹی اس حالت پر پہونچی اور لونڈیون کا رکھنا غیر مروج ہوگیا اسوقت ان کے نکاح۔۔۔۔ زوج واحد کے ایسے ہی سخت قاعدہ کے ماتحت تھے جیسے ہمارے آج ہین۔ نکلوس اس زمانے مین یونان کی حالت کے متعلق لکھتا ہے "ایتھنز مین جو یونان کا سب سے زیادہ مہذب شہر تھا۔ رنڈی بازی ایسی ہی عام تھی جیسے اب نیویارک یا لنڈن یا پیرس مین ہے۔ یونان کی ان اقوام کی مانند جو بدکاری مین مشہور تھین اس زمانہ مین ہر ایک مہذب ملک کے دار الخلافہ مین اسی قسم کے لوگ بکثرت موجود ہین لیکن ہمارا معیار اخلاق خاص رسوم اور قواعد کا پابند ہے جن کی پروا تو کہین نہین کیجاتی مگر ان کا یہ اثر ضرور ہماری زندگی پر پڑتا ہے کہ لگاتار نفاق کی کمینگی نے ہمارے چال چلن کو نہایت درجہ ذلیل کر دیا ہے۔ ڈاکٹر بینکو سٹے کہتا ہے کہ پیریکلیز کے زمانہ مین ایتھنز مین عورتون کی ایک ایسی جماعت پیدا ہوئی اور پھر بہت ترقی کر گئی جو اوباشی اور بدکاری مین بے لگام ہونے پر فخر کرتی تھین۔ ایشیائی یونانی نوآبادیون مین زمینی زہرا (یعنی زناکاری) کے نام پر مندر بنائے گئے۔ اور ان مین کسبیان نہ صرف رہتی ہی تھین بلکہ انہین دیوی کے مظہر سمجھکر ان کی حیثیت ان مندرونکے پروہت ہونیکے عزت کیجاتی تھی۔ کارنتھ کا دولتمند اور تجارتی شہر کسبیونکی پرورش اور تعلیم پانے کی جگہ تھی۔ سٹریبو کہتا ہے کہ زہرا کے مندر مین ایک ہزار ایسی خوبصورت نوجوان عورتین تھین جو دیوی کا قرب حاصل کرنیکے لیے روپے لیکر کسبیون کا پیشہ کرتی تھین۔ ایتھنز مین چکلون کی تعداد بے حد بڑھی ہوئی تھی۔ سولن نے ضروری سمجھا کہ کسبیون اور رنڈیون کو زناکاری کی غرض سے عبادت خانون اور عام چوکون مین آنے کی اجازت ہونی چاہیے۔ (صفحہ ۸۶۰ - ۸۶۱)

یہ تو ان ابتدائی قومون کی حالت تھی جنہون نے تعدد ازدواج کو اپنے قوانین نکاح سے خارج کیا اور شاید تعدد ازدواج کے دشمن یہ کہنے کیلیے تیار ہونگے کہ اب اس تہذیب کے زمانے مین اس قسم کی قومونکی یہ حالت

نہین رہی اس لیے مین اب یہ دکھاؤنگا کہ تہذیب کی ترقی سے اس پہلو مین کوئی ترقی نہین ہوئی "لیڈی گسٹس ہملٹن انیسوی صدی کے ابتدا مین لکھتے ہوئے نیدرلینڈ کے ان عام چکلونکے متعلق جہان سرکاری لیسنس سے شہر کی لڑکیان جاتی تھین لکھتی ہے۔ کہ ان مقامات مین بڑے بڑے لوگ بغیر کسی خوف یا کسی شرم کے چلے جاتے تھے اور کسی شخص کا ان مقامات مین دیکھے جانا ایسا ہی سمجھا جاتا تھا جیسے کسی کھیل تماشے یا بہلاوٹ کی جگہ مین یہان کے شغل راگ اور ناچ تھے اور جو ناچ مین مشغول نہ ہوتے وہ کمرونکے گرد گرد اپنی اپنی آشناؤنکو لیکر بیٹھے ہوتے۔ جس شخص کا جی چاہتا کہ ان مین سے کسی کے ساتھ خلوت کرے اسکے لیے ساتھ ہی چھوٹے چھوٹے کمرے موجود ہوتے تھے جہان بستر اور دوسرے آسایش کے سامان موجود ہوتے۔ ان کمرون مین داخل ہونے یا ان سے باہر نکلنے پر اس سے زیادہ توجہ نہ ہوتی تھی جیسے کوئی کسی دوست کے ساتھ گفتگو کرنیکے لیے ذرا الگ ہو جائے۔ عام رائے وہان یہ تھی کہ اگر مردون کو ان امور کی اجازت نہ دیجاوے تو پھر انکی عورتین پاک دامن نہ رہ سکتی تھین (صفحہ ۹۴۹)

اب جاپان کی حالت کو دیکھتے ہین کیونکہ یہ بھی ان قومون مین سے ایک ہے جنکو ترقی کرنیوالی قومونکے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ ۱۸۸۰ء سے پہلے جاپان مین یہ دستور تھا کہ ایک مرد کی ایک منکوحہ عورت ہوتی تھی اور اسکے ساتھ وہ اسقدر لونڈیان رکھ سکتا تھا جسقدر اسکے ذرایع آمدنی اسے اجازت دیتے۔ جب کسی لڑکی کے رشتہ دار اسقدر غریب ہوتے کہ وہ اسکے اخراجات کی برداشت نہ کر سکتے تو وہ بجائے بھیک مانگنے کے دوسری یا تیسری بی بی بن جاتی۔ مگر اس کی اولاد اصل بی بی کی اولاد سمجھی جاتی تھی۔ مگر آخر یہ رواج ۱۸۸۰ء مین منسوخ ہو گیا۔ اسکی منسوخی کی تجویز پر بہت مخالفت ہوئی۔ چنانچہ اسکے متعلق امریکہ کے ایک اخبار نے لکھا تھا کہ جاپانی لوگ کہتے ہین کہ اس طریق کے روکنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ خاوند بعض وقت ایک بی بی پر کفایت نہ کرکے زیادہ مخفی تعلقات پیدا کرے گا جو بہت مضر ہونگے۔ اس کی زندگی ایک دوھری زندگی ہوگی یعنی بظاہر تو ایک بی بی ہوگی مگر تعلقات اورون سے بھی ہونگے۔ اور ان مخفی تعلقات مین روپیہ بھی بہت ضایع ہوگا۔ اور بعض وقت حرامی بچہ نکا ایک کنبے کا کنبہ اسکا ہو جائیگا۔ اور جاپان مین ایک ایسی جماعت پیدا ہو جائے گی جس کا ابتک وہان نام و نشان نہین یعنی وہ بدقسمت بیگناہ انسان جن پر اسوجہ سے ظلم ہوتا ہے کہ انکے والدین نے گناہ کیا۔ ایسا ہی مرد چکلون مین جائیگا یا اپنے ہمسائے کی لڑکی یا عورت کیطرف بدنظری سے دیکھے گا جسکا نتیجہ سوائے خرابی کے کچھ نہ ہوگا۔ مگر آخر فریق مخالف غالب آگیا اور یہ رواج جو در اصل تعدد ازدواج کی ایک ادنے قسم تھی ۱۸۸۰ء مین منسوخ ہو گیا۔ اور اب جاپان کی یہ حالت ہے کہ رنڈی بازی کے گورنمنٹ نے باقاعدہ لایسنس جاری کر رکھے ہین۔ اور اس غرض کے لیے جو گھر ہین یعنی چکلے وہ تعداد مین اتنے اور ایسے وسیع ہین کہ شہرون مین بڑی بڑی جگہ انہون نے روکی ہوئی ہے" (صفحہ ۹۲۵)

انگلستان کے متعلق زیادہ لکھنے کی ضرورت نہین کیونکہ بار بار اسی رسالہ مین بحوالجات تحریرائے انگریزی لکھا

جا چکا ہے۔ ڈاکٹر فوٹ کے چند الفاظ نقل کیے جاتے ہین وہ کہتا ہے "انگلستان مین ہمارے ملک کی طرح قانون تو زوج واحد کے قاعدہ کا ہی ہے مگر عام رائے خاوندون کے لیے تعدد ازدواج کو جایز سمجھتی ہے۔ اور پھر طلاق کے قانون پر بحث کرتا ہوا لکھتا ہے کہ زانیہ عورت کا خاوند اگر عورت کا زنا ثابت کرے تو طلاق حاصل کر سکتا ہے خواہ اس کا اپنا چال چلن بھی برا ہو۔ ایک نئے بل پر بحث کرتے ہوئے ایک ممبر پارلیمنٹ نے جو لفظ کہے ان کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر عورت کو بھی خاوند کا زنا ثابت کرکے طلاق حاصل کرنے کی اجازت ہو تو اس پارلیمنٹ کے کمرہ مین ایک جنٹلمین بھی ایسا نہ ہوگا جس کی عورت قانوناً اس سے طلاق حاصل نہ کر سکے" (ص ۹۴۹) یہ واضعان قوانین ہین جو تعدد ازدواج کے خلاف قانون بناتے ہین ہم نہین سمجھتا کہ ہمارے ملک کے مخالفین تعدد ازدواج کہانتک انکے نقش قدم پر چل چکے ہین یا چلنے کا ارادہ رکھتے ہین۔

"ہسپانیہ مین بیاہے ہوئے مردون عورتون مین عصمت کا نام کوئی نہین جانتا۔ یہان غیرت کبھی اٹھتی ہی نہین اور بیاہی ہوئی عورتون کو جو آزادی حاصل ہے اس کی کوئی حد نہین سوائے اسکے جو وہ خود اپنی مرضی یا سمجھ پر اس آزادی مین اپنے آپ کو کہین روک دین مگر ان کی گرم طبیعتین ان کو رکنے نہین دیتین لارڈ بایرن نے اپنی والدہ کے نام ایک خط مین جس مین ہسپانیہ کے باشندون کے رسوم کو اس نے بیان کیا یہ لکھا تھا کہ یہان زندگی کا مقصد ہی سازش کرنا سمجھا جاتا ہے۔ جب ایک عورت نکاح کر لیتی ہے تو وہ سب قیدون اور روکون کو پرے پھینک دیتی ہے۔ لیکن یہ میرا یقین ہے کہ نکاح سے پہلے انکے چال چلن اچھے ہوتے ہین ہسپانیہ مین یہ امر مردون کے آداب صحبت مین سمجھا جاتا ہے کہ جس عورت سے انہین ملنے کا اتفاق ہو اس سے اظہار عشق و محبت کرین۔ بلکہ ہسپانیہ کے ایک بڑے معزز اور بڑے پایہ کی عورت نے یہ کہا ہے کہ مین اس آدمی کو دلی نفرت سے دیکھتی ہون جس کو مناسب موقعہ ملے اور وہ بڑے اصرار سے مجھ سے ایسے سلوک اور ان باتون کی درخواست نہ کرے جو مین اس سے کر سکتی ہون + مگر ہسپانیہ مین خاوندون کی آزادی ان معاملات مین عورتون سے بھی بڑھی ہوئی ہے جیسا کہ دوسرے ممالک مین (صفحہ ۹۵۲-۹۵۳)

فرانس مین مردون اور عورتون کے تعلقات کے متعلق وہی مصنف ایک عورت کی چٹھی نقل کرتا ہے۔ یہ پیرس مین لکھی ہوئی تھی۔ وہ لکھتی ہے کہ یہان بیاہی عورتون کے ساتھ اجنبی مردون کی گفتگو ہم سے بہت زیادہ آزادی کے ساتھ ہوتی ہے۔ بہت ساری باتین جو ہین تو معمولی مگر جنکا ذکر مجلس مین کرنا آداب کے خلاف سمجھا جاتا ہے یہان انکا نام لیکر بڑے اطمینان سے ذکر کیا جاتا ہے۔ یہ آزادی جو گفتگو مین پائی جاتی ہے باقی امور مین بھی نظر آتی ہے۔ بیاہی ہوئی عورتین جس اجنبی مرد کے ساتھ جہان چاہین جا سکتی ہین اور عموماً حد سے زیادہ خاوند کی غیر محتاجی ظاہر کرتی ہین" (ص ۹۵۵)

پیرس کی وہ بدقسمت لڑکیاں جو زناکاری کا پیشہ کرتی ہیں اور جنسے تمام بازار اور گلیاں کوچے بھرے ہوئے ہیں۔ عموماً بیماری یا مفلسی سے نہایت مصیبت کی حالت میں مرجاتی ہیں کبھی ہسپتال میں کبھی اور جگہ جسکا پتہ کوئی نہیں بتا سکتا۔ پیرس میں ایک جگہ بنی ہوئی ہے جو ولدالحرام بچوں کے لینے اور انکے پالنے کے لیے مخصوص ہے اس جگہ مفلس عورت اسلیے آتی ہے کہ وہ اپنے بچے کی جو زنا سے پیدا ہوا ہے پرورش نہیں کر سکتی اور دولتمند عورت اسلیے کہ اس کی وجاہت اسکو اجازت نہیں دیتی کہ اپنی بدکاری کے نتیجہ کو کھلے طور پر دکھا سکے۔ ریل کی ایک چھوٹی سی پٹری ہے جسپر ایک چھوٹی سی گاڑی ہے اسمیں بچے کو رکھکر باہر سے اس مکان کے اندر دھکیل دیا جاتا ہے اور اندر کوئی نہیں جانتا کہ کس شخص نے اس بچے کو وہاں رکھا۔ میری رائے میں اس مکان پر زد ون کتبہ یہ ہوگا کہ امیر اور غریب اپنے شیطانی افعال سے ایک ہی جگہ جمع ہو جاتے ہیں۔ (ص ۹۵۶)

پرتگال کے متعلق لکھا ہے کہ اس جگہ نکاح کے دایرہ کے اندر وہی بدکاری اور حرامکاری ہوتی ہے جیسے کہ ہسپانیہ میں۔ (ص ۹۵۸)

اٹلی کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ یہاں نکاح پابندی کے اندر نہیں لاتا بلکہ اسکا الٹ ظہور میں آتا ہے جبتک لڑکی کا بیاہ نہ ہوا اسوقت تک وہ خانقاہ میں یا اپنے ماں باپ کے گھر میں قیدی کی طرح ہوتی ہے اور مردوں سے مل جل نہیں سکتی۔ لیکن جب بیاہ ہو جائے تو پھر وہ علاوہ خاوند کے ایک سے لیکر تین عاشق کھلے طور پر رکھ سکتی ہے۔ وینس سے لکھتا ہوا بایرن ایک چٹھی میں لکھتا ہے کہ اخلاق کی عام حالت اسجگہ ویسی ہی ہے جیسی کہ ڈوگ کے وقت میں۔ جو عورت خاوند اور ایک ہی عاشق پر کفایت کرے وہ پاکدامن کہلاتی ہے۔ جن کے دو تین یا زیادہ عاشق ہوں ان کو ذرا زیادہ آزاد سمجھا جاتا ہے۔ لیکن بدکاری کا الزام کسی عورت پر اسیوقت عائد ہوگا جب وہ بالکل بے تمیزی سے ایسے تعلقات قایم کرتی چلی جاوے کسی عورت کو یہ یقین دلانا ناممکن ہے کہ عاشق رکھنے سے وہ راستی اور نیکی کے راہ سے الگ ہو جاتی ہے۔ بڑا گناہ یہ سمجھا جاتا ہے کہ عاشق رکھکر اس امر کو مخفی کیا جاوے یا ایک سے زیادہ عاشق رکھے جاویں بشرطیکہ اس امر کو پہلا دعویدار جانتا یا تسلیم نہ کرتا ہو۔ (ص ۹۵۹)

آسٹریا ہنگری میں قانونی طور پر زوج واحد کا سخت قاعدہ مروج ہے مگر ولدالزنا بچوں کی فیصدی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ۱۸۵۳ء میں شہر وانیا میں جو آسٹریا کا دارالخلافہ ہے ان بچوں کی تعداد جنکی ولادت ناجائز تھی۔ ولدالزنا بچوں کی تعداد کے قریباً قریباً برابر تھی۔ نئی فہرستوں سے کسیقدر بہتری معلوم ہوتی ہے۔ ۱۸۸۵ء میں کل سلطنت میں فی سو بچوں میں سے ۱۴ ولدالزنا تھے۔ (ص ۹۶۱)

سویڈن اور ناروے میں زوج واحد کا قاعدہ قانون ہے مگر عملی طور پر اس قاعدہ کی پابندی نہیں۔ ملک سویڈن میں اگرچہ قانون اجازت نہیں دیتا مگر آزادانہ محبت کا رواج ہے یعنی جس مرد کی جس عورت سے

محبت ہوا ان دونون مین تعلقات زناشوی قایم ہوجاتے ہین۔ بیارڈ ٹیلر ایک چٹھی مین جو سٹاک ہالم سے اس نے لکھی ہے یون رقمطراز ہے "سٹاک ہالم کے لوگون کے اطوار کو بیان کرنیکے بعد اس چھٹی کو ان کے اخلاق کے بیان کئیے بغیر ختم کرنا ٹھیک معلوم نہین ہوتا۔ اس شہر کو یورپ مین سب سے بڑا منبع فسق وفجور کہا گیا ہے اور سچی بات یہ ہے کہ ایسا کہنے مین لوگ حق پر ہین۔ بیاہے ہوے مردون اور عورتون مین جو کثرت زناکاری ہے۔ اس مین وائنا اس شہر سے بڑھا ہوا ہے مگر عام بدکاری مین یہ شہر یقیناً اول نمبر پہ ہے۔ ان پیدایشون مین سے جن کا اندراج ہوتا ہے قریباً نصف حرامی بچے ہوتے ہین اور انکے علاوہ وہ بچے ہین جو اصل مین ولدالزنا ہوتے ہین مگر انکے ماں باپ بیاہے ہوئے ہوتے ہین۔ خدمتگار لڑکیون۔ دکانون کے ملازمون۔ اور درزنون مین سے مین یقیناً کہہ سکتا ہون کہ سو مین سے ایک بھی بمشکل ایسی ہوگی جو زنا سے بچی ہوئی ہو۔ اور اوباش جوان لوگ کہتے ہین کہ معزز گھرانون کی لڑکیون مین سے جو درمیانی درجہ سوسائیٹی مین ہین بکثرت ایسی ہین جن کی حالت اول الذکر سے اچھی نہین مردون کی حالت عورتون سے بھی بدتر ہے اور پیرس مین بھی اوباشی کا ظاہر اثر اسقدر نہین پایا جاتا جیسا اس جگہ یہان تباہ شدہ جوان آدمیون اور بوڑھے بدکارون کی تعداد جن کی نظر بھی جاتی رہی ہے حیرت مین ڈالتی ہے مین نے کوئی ایسی جگہ نہین دیکھی جہان فسق اس قدر کھلا اور ظاہر ہو۔ اور پھر باوجود اس کھلی بدکاری کے بناوٹی اخلاق کا ایسا دعوے ہو آرامگاہون مین جوان اوباش مرد عورت خدمتگارون کو کھانا لانیکے لیے کہتے ہین تو بڑی بے حیائی سے ان سے اٹھکیلیان کیجاتی ہین ہوتے ہین اور بوڑھے آدمی اس سے بھی زیادہ بیحیائی کے ساتھ ان کی چھاتیون کو ہاتھ لگاتے ہین ایسی صورتین کوئی تعجب کی بات نہین کہ کوئی جوان آدمی پیرس اور وائینا کے سخت آزمایش کے موقعون سے پاک صاف نکل آئے اور سٹاک ہالم مین آکر تباہ ہو۔ (ص ۱۶۱-۱۶۲)

ان اقوال سے جو یہان نقل کیے گئے ہین امر بالکل واضح ہے کہ زوج واحد کے قاعدہ کی سخت پابندی سے پرانی دنیا کے کسی ایک ملک مین بھی نیک اثر نہین ہوا بلکہ تعدد ازدواج کی ممانعت سے سخت درجہ کی بدکاری اور بیحیائی پھیلی ہے چنانچہ یہ شہادت جو اوپر نقل کی گئی ہے ایک ایسی کتاب سے ہے جو امریکہ مین لکھی گئی ہے۔ اسکے بعد وہی مصنف ملک کینیڈا کی حالت کو بیان کرتا ہوا لکھتا ہے کہ کینیڈا مین نہایت سخت قاعدے حفاظت اخلاق کیلیے جاری کیے گئے ہین مگر نتیجہ پھر بھی بالکل اطمینان بخش نہین اور ان لوگونکے خلاف ہے جو یہ چاہتے ہین کہ زوج واحد کے قاعدے کے ساتھ تعدد ازدواج کی اجازت نہین ہونی چاہیئے جہان قانون کی کھلی مخالفت ثابت ہو جاے وہان سزا ضرور ہو جاتی ہے۔ مگر ان لوگون کی مخفیہ کارروائیان جو نہ قانون کی پرواکرتے ہین اور نہ اخلاق کا پاس ویسی ہی ہین جیسے ریاست ہاے متحدہ مین یا دوسرے ممالک مین جہان زوج واحد کے سخت قاعدہ کی پابندی ہوتی ہے (ص ۱۷۲)

یہی حال ریاست ہاے متحدہ امریکہ کا ہے مارمنو نکا ذکر کرتے ہوے ڈاکٹر فٹ لکھتا ہے کہ آخر حکومت کیطرف سے

مجبور ہو کر انہون نے اپنے عزیز رواج پر جو تعدد ازدواج سے متعلق تھا ظاہر طور پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے مگر یہ امر کہ درپردہ اب بھی وہ اسپر عمل کرتے ہین خود اس بات سے ظاہر ہے کہ ان کا تو یہ مذہبی عقیدہ ہے حالانکہ ریاست ہائے متحدہ کے ہر ایک شہر مین جہان اس امر کو قانونی طور پر اور مذہبی طور پر سخت مذموم سمجھا جاتا ہے کہ کوئی شخص سوائے ایک بی بی کے کسی دوسری عورت سے تعلق رکھے عملی طور پر ایک ایک مرد اسقدر عورتون سے تعلق رکھتا ہے کہ ریاست یوٹا کے مارمنون مین تعدد ازدواج پر عمل کرنیوالے بھی اتنی بیویان نہین رکھتے۔ اگر ان شہرون مین ایک آدمی عام رائے قانون اور کانشنس کی ظاہر رعایت کر سکتا ہے حالانکہ درپردہ اس کی زندگی منافقانہ ہو۔ تو پھر ان لوگون سے کیسی امید رکھنی چاہیئے جنکا مذہب اور اخلاق تعدد ازدواج کی اجازت دیتے ہین پہلی صورت مین تو نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک عورت ایک مرد کی ناجایز محبت کا شکار ہو کر یا اسقاط کرتی ہے اور یا ایسی اولاد پیدا کرتی ہے جو بڑے بڑے شہرون کے کارخانون اور جیلخانون مین بھرتی ہوتے ہین اور دوسری طرف عمدہ اولاد پیدا ہوتی ہے جس کی پرورش ایک محبت اور پیار کرنیوالی مان کے ہاتھ مین ہوتی ہے جس نے نہ اپنی عزت کو کھویا ہوتا ہے اور نہ ہی سوسائیٹی مین اپنے مرتبہ کو کم کیا ہوتا ہے ایک بیرونی آدمی کی سمجھ مین جس کو وحشی کہا جائیگا۔ یہ باتین نہین آسکتین (ص ۸۷۳)

کبھی کبھی ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ ان ممالک مین دو مرد اپنی بیبیان ایکدوسرے سے بدل لیتے ہین خواہ عارضی طور پر خواہ مستقل طور پر۔ نیو انگلینڈ کے ایک شہر مین ایک دفعہ دو مرد رہتے تھے جو سوسائیٹی مین عزت رکھتے تھے۔ انہون نے اپنی بیبیون کو کل فریقون کی رضامندی سے ادل بدل کر لیا ایسا ہی بینے ریاست الینایس کے دو خاوندونکا ذکر پڑھا ہے جنہون نے اسی طرح بیبیان بدل لین اور ایک نے بی بی کے ساتھ کچھ زاید معاوضہ بھی حاصل کیا بڑے بڑے شہرونکے بیاہے ہوئے آدمیون مین بیویونکی عارضی تبدیلیان عام ہین لیکن مستقل تبدیلیان سوائے ایسی حالت کے جہان اغوا ہو شاذ و نادر ہین ایک مورخ کہتا ہے کہ مشہور واضع قوانین لائی سرگس کا یہ خیال تھا کہ کھلے طور پر ایک مرد کا اپنی بی بی دوسرے کے حوالے کر دینا حسد کا سب سے عمدہ علاج ہے اور ان لوگون پر وہ ہنستا تھا جو عورت کے ناجایز تعلق پیدا کرنیکو اپنے لیے ایک ایسا صدمہ سمجھتے ہین جس کی برداشت نہین ہو سکتی جو لوگ آج کل بیویون کی تبدیلی کو جایز رکھتے ہین وہ اسیکے شاگرد معلوم ہوتے ہین (ص ۹۷۵)

بعض استثناؤنکے ساتھ امریکہ کی عورتین اپنے خاوندونسے وفاداری دکھاتی ہین اور بہت سارے خاوند بھی خصوصاً دیہاتی اضلاع کے رہنے والی عورتونسے وفاداری دکھاتے ہین مگر یہ امر کہ ہزارون کسبیان اور محبوبہ بڑے بڑے شہرون اور انکے قریب قریب کے دیہات مین رکھی جاتی ہین اس یقینی اور قطعی نتیجہ پر پہنچاتا ہے کہ اگرچہ بظاہر حکومت اور سوسایٹی نے زوج واحد کا قاعدہ رکھا ہوا ہے مگر عملی طور پر بکثرت مرد ایسے مین جو ایک ہی بی بی پر کفایت نہین کرتے۔ نیو یارک مین یہ ایک ضرب المثل ہے کہ اس شہر کی کسبیونکو عموماً ان لوگونسے مدد پہنچتی ہے جو

دارالخلافہ کو دیکھنے کے لیے آتے ہین بعض واقعات جدیدہ سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ بعض عورتین بھی مردونکے نقش قدم پر چلتی ہین یعنی ناجایز تعلق پیدا کرتی ہین (ص ۹۷۶)

کیوبا کے متعلق ایک نامہ نگار کی چٹھی سے معلوم ہوا کہ کیوبا مین ایک پندرہ سال کی لڑکی فیس داخل کر کے کسبی بن سکتی ہے - مگر ۲۰ سال کی عمر مین وہ بغیر والدین یا ولی کی اجازت کے جایز نکاح نہین کر سکتی اس نامہ نگار نے مجھے یہ بھی لکھا ہے کہ کیوبا مین مرض آتشک سخت زور پر ہے - در تحقیقات سے ثابت ہوا ہے کہ ۸۰ فیصدی عورتین اس بلا مین گرفتار ہین - (ص ۹۸۶)

پورٹوریکو کے متعلق شرمان کہتا ہے کہ ان لوگون مین ولدالزنا بچونکی تعداد ولدالحلال بچونسے بڑھی ہوئی ہے (ص ۹۸۲)

ان واقعات کو ذکر کرنیکے بعد جس مین مختلف عیسائی ممالک کی حالتین بیان کی گئی ہین جہان تعدد ازدواج کی ممانعت ہے - ہوم سائیکلوپیڈیا لکھتا ہے کہ اب ہم یہ پوچھتے ہین کہ کیا ان قومونمین جو نام کو سچے عیسائی کہلاتی ہین پاکدامنی کی نیکی پائی جاتی ہے - اگر ہے تو پھر اسکا وجود کہان ہے - یقینًا یہ ہمارے بڑے بڑے شہرون مین تو نہین وہ اسکے نام سے ایسے خالی ہین جیسے اگسٹس کے زمانے مین - روما اور ایتھنز خالی تھے - نہ ہی یہ ہمارے دیہات مین ہے جہان ہر روز ایسے واقعات پیش آتے رہتے ہین جن کے گندے تذکرے مجلسون اور مجمعونمین ہوتے رہتے ہین - نہ ہی خاص طور پر اسکا وجود دیہاتی اضلاع مین پایا جاتا ہے - اسکے علاوہ بکثرت جوان عورتون کی طرف سے یہ دردناک آوازین آتی رہتی ہین - کیا بڑے شہرونسے اور کیا چھوٹے قصبون سے کہ ہمین کوئی ایسی تدبیر بتاؤ جو ہمارے نام کو آنیوالی ذلت سے بچائے - (ص ۱۰۲۴) اسکا مطلب یہ ہے کہ کثرت سے عورتین ڈاکٹرونکے پاس ایسی آتی ہین جو چاہتی ہین کہ ولدالزنا بچونکے اسقاط کی کوئی تجویز کیجاوے - اس کتاب کا مصنف ایک ڈاکٹر ہی ہے اور وہ اپنا تجربہ بیان کر رہا ہے +

مگر کوئی شخص ایسا ہونا چاہیئے جو یہ اخلاقی جرات رکھتا ہو کہ پرانے قوانین نکاح کے کھول کھولکر نقص بیان کرے اور مرد و عورت کے تعلقات کے متعلق نئے قاعدے اور رواج پیش کرے کیونکہ یہ یقینی بات ہے کہ ہم بڑی تیزی سے ان بدکاریون اور بدعادات کیطرف لوٹ رہے ہین جنھون نے پیریکلیز کے زمانے مین یونانیون کو تباہ کیا تھا - اور پھر ان کی بدعادتین تو ہمنے لے لی ہین مگر ان کی نیکی اور دیانتداری سے کوئی حصہ نہین لیا عفت کے پہلو سے لنڈن پیرس اور نیویارک آج قدیم ایتھنز سے بھی بدتر ہین - کیونکہ کام تو انکے وہی ہین جو یونانیونکے تھے مگر وہ اپنی بدکاریونکو تسلیم کرتے تھے اور ہم خطرناک سیہ کاریان کر کے انپر پردہ ڈالنا چاہتے ہین اور خاوند اور عورت ایکدوسرے کو دھوکا دینا چاہتے ہین اور نفاق آمیزی سے زندگیان بسر کر رہے ہین - (۹۹۲)

قبل اس کے جوان بدکاریون کے وجوہات اور علاج بیان کیا جاوے چند اور واقعات پر غور کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے - عیسائی ممالک کے اندر قوانین نکاح کو از سر نو تجویز کرنیوالونکو یہ امر مدنظر رکھنا چاہیئے کہ مردون اور

عورتون کی تعداد مین نسبت کیا ہے اور آبادی کا میلان مردون کی زیادتی کیطرف ہے یا عورتون کی اس مضمون کو کسی قدر تعدد ازدواج کی ضرورت پر بحث کرتے ہوئے پہلے بھی بیان کیا جا چکا ہے اسیلیے اس جگہ مین صرف ہوم سائیکلوپیڈیا سے ڈاکٹر فوٹ کے چند الفاظ نقل کرتا ہون وہ کہتا ہے:۔ کہ اسوقت تمام دنیا مین سوائے ان قطعات کے جو نئے آباد ہو رہے ہین اور جہان روپیہ کمانے کی غرض سے مرد زیادہ جاتے ہین ہر ایک ملک مین آبادی کا میلان یہ ہے کہ بلوغت کی عمر مین عورتونکی تعداد مردونسے بڑھ رہی ہے۔ جولائی ۱۹۰۰ء مین نیویارک ٹریبون نے لکھا تھا کہ عورتونکی ملازمت کے لیے جو انجمن بنائی گئی ہے اسکے سالانہ اجلاس مین انجمن کے پریزیڈنٹ سر اوون رابرٹس نے بیان کیا کہ انگلستان مین عورتون کی تعداد مردون سے بیس لاکھ زیادہ ہے اور نوآبادیون مین بھی اسی نسبت سے عورتونکی تعداد مین زیادتی ہے۔ ایسا ہی ایک اخبار نویس نے تیس سال ہوئے اس مضمون پر لکھتے ہوئے کہ عورتونکو اس قابل بنانا چاہیئے کہ وہ اپنا گذارہ آپ کر سکین یہ لکھا تھا کہ اسوقت تمام گنجان آبادی کا میلان یہ ہے کہ عورتونکی تعداد مردون سے دن بدن بڑھ رہی ہے اور ہمین ان زاید عورتونکے لیے کوئی شغل نکالنا چاہیئے جب ہم بیرونی ممالک کیطرف نظر کرتے ہین تو معلوم ہوتا ہے کہ پندرہ سال کی عمر سے نیچے لڑکون کی تعداد لڑکیونسے زیادہ ہے مگر پندرہ سال سے اوپر عورتون کی تعداد مردونسے بڑھکر ہے اور نوے برس کی عمر تک یہی حال ہے۔ سولہ بیرونی قومون پر یہی بات صادق آتی ہے انگلستان مین عورتونکو مردون سے ۳ اور ۲ کی نسبت ہے یعنی ہر دو مردونکے لیے تین عورتین موجود ہین۔ اور فرانس مین جہان عموماً عمرین زیادہ ہوتی ہین عورتون کی نسبت اس سے بھی بڑھکر ہے ریاست مساچوزٹس مین بیس ہزار عورتین مردونسے زیادہ ہین (۱۹۰۰ء مین عورتون کی زیادتی ساٹھ ہزار تک پہنچ گئی تھی) کنکٹیکٹ مین ۶۱۱۴ عورتین زیادہ ہین (۱۹۰۰ء مین ۷۱۸۲ کی زیادتی ہوگئی تھی) ورمانٹ ار مین کی ریاستون مین مردون کی تعداد مین خفیف سی زیادتی ہے۔ مگر نیویارک کی ریاست مین ۵۲۳۴ عورتین مردون سے زیادہ ہین (۱۹۰۰ء کی آبادی مین عورتون کی زیادتی ۴۴۰۶۷ تک پہنچ گئی تھی)۔ صرف ایک شہر نیویارک مین بیس ہزار عورتون کی زیادتی ہے۔ یاد رہے کہ اخبار نویس کی یہ تحریر بہت مدت کی ہے اور جب سے بڑا نیویارک پیدا ہوگیا ہے عورتونکی تعداد مین بہت ہی زیادتی ہوگئی ہے۔ یہ ثابت کیا گیا ہے کہ میلان آبادی یہ ہے کہ عورتونکی تعداد مردونسے بڑھتی جاتی ہے پس جیسا جیسا ہم تہذیب مین ترقی کرینگے یہ تعداد اور بھی بڑھتی جاوے گی۔ مین (مصنف کتاب) اسقدر اور بڑھاتا ہون کہ میری لینڈ۔ نیوجرسی۔ نارتھ کیرولاینا۔ سوتھ کیرولاینا اور ورجینیا ان تمام ریاستون مین اس وقت عورتون کی تعداد مردون سے بہت بڑھی ہوئی ہے (ص ۱۰۱۷)

جن باتون کا ان واقعات سے ثبوت ملتا ہے انکو سب لوگ جانتے ہین مگر مین نے مفصل طور پر خود مغربی مصنفون کے قول اسیلیے نقل کیے ہین کہ عفت کے معاملہ مین مہذب اقوام کی گری ہوئی حالت کو بیان کرنے مین یہ الزام مجھ پر عاید

نہ ہو کہ مینے طرفداری یا تعصب سے کام لیا ہے۔ ان واقعات کو بیان کر دینے کے بعد اب یہ ضروری ہے کہ مغربی رواجونکے وہ نقص اور کمزوریان معلوم کیجاوین جن کا نتیجہ سوسایٹی کی یہ قابل افسوس حالت ہے اور ان علامات سے مرض کی تشخیص کر کے علاج کیطرف توجہ کیجاوے یہن ان واقعات پر بہت غور کرنیکے بعد مفصلہ ذیل نتایج پر پہنچا ہون جنسے کسی سمجھدار آدمی کو انکار نہین ہو سکتا۔ اول یہ کہ تمام مہذب سوسائیٹیون مین بیاہے ہوے مرد اور عورتین نہ صرف اجنبیونکے ساتھ آزادانہ تعلقات رکھتے ہین بلکہ واقعی طور پر نکاح کے دایرے کے اندر اور باہر بھی پاک دامنی نایاب ہو رہی ہے اور اخلاقی حالتین اس معاملہ مین بہت گری ہوئی حالت مین ہین۔ دویم یہ کہ ان سوسائیٹیونمین زندگی کا وہ حصہ جو خاوند اور عورت کے تعلقات کے متعلق ہے بہت ہی تلخ ہو رہا ہے اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ خاوند یا عورت مین سے دونون یا ایک اجنبیونسے وہ تعلقات پیدا کر لیتے ہین جو خاوند یا بیوی سے ہونے چاہیئے۔ سویم یہ کہ جس حدتک ان ممالک مین سے کسی مین مرد و عورت کے کھلے تعلقات کو روکا گیا ہے اس حدتک مردون اور عورتون کی زندگیان کم ملوث ہین۔ چہارم یہ کہ جن قومون نے تعدد ازواج کی قطعی ممانعت کر دی ہے ان مین بدکاری اور زناکاری کیا بیاہے ہوؤنمین اور کیا بن بیاہونمین بہت کثرت سے پھیلی ہوئی ہے۔ پانچوین یہ کہ اس قسم کی تمام قومونکو رنڈی بازی کی قانوناً اجازت دینی پڑی ہے۔ چھٹے یہ کہ بیاہے ہوئے مردون اور عورتونمین مرد بہ نسبت عورتونکے زیادہ خاین ہین۔ ساتوین یہ کہ زناکاری کا پیشہ عموماً ان عورتون نے اختیار کیا ہے جنکو جایز طور پر خاوند نہین ملے اور جنکو وہ ذرایع میسر نہین آسکے جنسے وہ معزز طور پر مائین یا بیویان بن کر نیک زندگیان بسر کر سکین۔ آٹھوین یہ کہ تمام مہذب ممالک مین جہان تعدد ازدواج کی ممانعت کیگئی ہے عورتونکی تعداد مردونسے بہت بڑھی ہوئی ہے۔

یہ نقص ان قوانین نکاح مین نظر آتے ہین جو اسوقت مغرب مین مروج ہین ان مین سے پہلے تین عنوانونکے ماتحت جو باتین بیان کیگئی ہین انپر بحث اکٹھی کیجاوے گی۔ اس سے تو کیسیکو انکار نہین کہ گھرونکے اندر خاوندون اور عورتونمین اکثر رنجیدہ واقعات پیدا ہوتے رہتے ہین جنسے زندگی دوبھر ہو جاتی ہے مگر اسکے علاج مین غلط پہلو اختیار کیا جاتا ہے مثلاً ایک علاج یہ تجویز کیا گیا تھا کہ نکاح چند روزہ ہوا کرین اور کچھ مدت گذر جانیکے بعد خاوند اور عورت کے تعلق خود بخود ختم ہو کر فریقین کو اجازت ہونی چاہیئے کہ وہ از سر نو اپنے اپنے تعلقات حسب خواہش خود پیدا کرین اس تجویز سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ان ممالک مین عموماً بیاہ کے بعد گھر کے اندر کی حالت ایسی بگڑ جاتی ہے کہ خاوند اور عورت کا اکٹھا رہنا مشکل ہو جاتا ہے ابھی کل ہی سول ملٹری گزٹ لاہور مین مینے ایک قصہ پڑھا ہے جو بطور ناول لکھا گیا ہے مگر جس کی غرض یہ ہے کہ بیاہ کے بعد گھر کی اندرونی زندگی پر روشنی ڈالے اور ان واقعات کو ظاہر کرے جو اکثر انگریز گھرونکے اندر روزمرہ پیش آتے ہین اس قصہ مین شادی کے چند سال بعد عورت کی

محبت خاوند سے ٹوٹ جاتی ہے کیونکہ اسکے دل میں کسی اور کا عشق پیدا ہو جاتا ہے یہ تو ایک قصہ ہے اس قسم کے ہزار ہا ناول آج کل لکھے جا رہے ہیں جن میں مہذب زندگی کے اس پہلو کی اصل حالت کو ظاہر کیا گیا ہے شادی کے بعد خاوند کی محبت کسی نقالن سے ہو جاتی ہے یا وہ کسی اور کو اپنی محبوبہ بنا لیتا ہے اور مرد و عورت دونوں کی زندگی اسی دنیا میں ایک دوزخ کا نمونہ ہو جاتی ہے ان واقعات کا آخر یہ اثر ہوا ہے کہ نکاح سے دن بدن نفرت بڑھتی جاتی ہے اور مہذب ممالک میں ایسے مردوں اور عورتوں کی کثرت ہوگئی ہے جو باقاعدہ نکاح کرنیکے بغیر اپنی ساری زندگی بسر کرتے ہیں یہ جو تہذیب کا میلان مجرّدانہ زندگی کیطرف ہو رہا ہے اسکا بد اثر ایک سطحی نظر سے بھی معلوم ہو سکتا ہے۔ یعنی اگر یہ تجرد واقعی اور حقیقی ہو تو نتیجہ یہ ہوگا کہ انسانی نسل کا خاتمہ ہو جاوے اور اگر صرف دکھانیکے لیے تجرد ہے اور اندرونی زندگی اَور رنگ کی ہے تو ولد الزنا بچوں کی کثرت سے آخر ایک ایسی نسل پھیل جائے گی جو والدین کا امتیاز نہ ہونیکے سبب سے وحشیوں کی طرح ہوگی۔ ان واقعات کے تحت چند روزہ نکاحوں کی تجویز پیش کرنا یا یہ کہنا کہ نکاح مطلقاً ہو ہی نہ بلکہ جہاں تعلقات محبّت ہوں وہیں تعلقات زن و شوہری بھی ہوں جسکو آج کل مہذب ممالک میں آزادانہ محبت کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ یہ بیماری کا علاج نہیں بلکہ اسکو اور بھی بڑھانے کی تجویزیں ہیں۔ جو لوگ قوم میں اصلاح کرنا چاہتے ہیں ان کا فرض ہے کہ ٹھنڈے اور بے تعصّب دل سے ان مشکلات کی اصل وجوہ کو تلاش کریں اور جن اسباب سے یہ امراض پیدا ہوتی ہیں انکو دور کرنے کی کوشش کریں یہ ٹھیک نہیں کہ ایک مرد اور ایک عورت کے تعلق میں جو بذریعہ نکاح پیدا ہوتا ہے۔ زندگی کا ایک ہی ڈھنگ رہنے سے طبیعت اکتا جاتی ہے اور اسوجہ سے جھگڑے پیدا ہوتے ہیں اگر کوئی خارجی واقعات ایسے پیش نہ آویں جن سے مرد یا عورت کی محبت اپنے جوڑے سے ٹوٹ کر اور جگہ پیدا ہو جاوے تو اس قسم کے واقعات اندرونی فساد کے پیش نہیں آسکتے کیونکہ نکاح میں محبت کا ایک بیج بویا جاتا ہے اور جبتک کوئی ایسا جھگڑا نہیں آتا جو اس نازک پودے کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دے یا جبتک مرد و عورت کی باہمی محبت کے پانی کو اسکی آبپاشی سے نہ روکا جاوے تب تک کوئی وجہ نہیں کہ اس محبت میں بجائے زیادتی کے کمی آوے۔ اگرچہ میں اس امر کو تسلیم کرتا ہوں کہ خانگی تنازعات کے پیدا ہونے کی ایک وجہ نہیں بلکہ ہزار ہا وجوہ ہو سکتے ہیں لیکن ان میں سب سے بڑی وجہ جسنے لاکھوں آباد گھروں کو تباہ کیا ہے اور جو بیاہ کے تعلقات کو جڑ سے کاٹتی ہے یہ ہے کہ خاوند اور عورت دونوں یا دونوں میں سے ایک کی محبت کسی اور جگہ ہو جاتی ہے اور مہذب ممالک میں اس مرض کے کثرت سے پھیلجانے کی وجہ صرف یہی ہے کہ مردوں اور عورتوں کے نامناسب طور پر کھلے تعلقات ہیں جسقدر زیادہ آزادی ان تعلقات میں ہوگی اسیقدر زیادہ تباہی ڈالنے والے نتائج ہونگے۔ چنانچہ پیرس کے متعلق ایک لیڈی کی رائے نقل کیجا چکی ہے کہ وہاں کثرت بدکاری کی

جو نکاح کے دایرے کے اندر ہوتی ہے بڑی بھاری وجہ یہ ہے کہ بیاہی ہوئی عورتین غیر مردونسے گفتگو مین اور میل جول مین بہت ہی کھلے تعلقات رکھتی ہین یہانتک کہ جہان جی چاہے انکے ساتھ چلی جاتی ہین اس آزادی کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ بیاہے ہوئے مردون اور عورتون مین فرانس مین دیگر عیسائی ممالک کی نسبت بدکاری کی نسبت بھی بڑھی ہوئی ہے ایسا ہی ہسپانیہ اور اٹلی کے متعلق امریکہ کے ایک فاضل محقق نے پوری تحقیق کے بعد یہ رائے ظاہر کی ہے کہ وہان کنواری لڑکیان عموماً غیر مردون سے کم ملتی جلتی ہین اور اسلیے کنوارپن مین ان کی اخلاقی حالتین بھی اچھی ہوتی ہین اور وہ نسبتاً بہت پاکدامن ہوتی ہین مگر جونہی نکاح ہوا پھر عورت کو آزادی ہے جہان چاہے اور جسکے ساتھ چاہے تعلق رکھے۔ اور اس سے بیاہے ہوئے مردون اور عورتونمین پرلے درجہ کی بیحیائی اور بدکاری پھیل گئی ہے پس ان واقعات سے ظاہر ہے کہ جسقدر مردون اور عورتون کے کھلے تعلقات کو روکا گیا ہے اسیقدر ترقی پاکدامنی مین بھی ہوئی ہے اور جسقدر ان تعلقات کی آزادی کو بڑہایا گیا ہے اسیقدر بدکاری بھی زیادہ پھیلی ہے پس اس بیماری کا علاج جو مہذب ممالک مین لاعلاج ثابت ہو رہی ہے سوائے پردہ کے اور کچھ نہین یعنی اجنبی مردون اور عورتونکے کھلے تعلقات کو روکدیا جاوے میرا یہ منشا نہین کہ پردہ ایسا علاج ہے کہ اس سے ساری بدکاریان ..... یک لخت ایسی دور ہو جاتی ہین کہ انکا نام و نشان بھی نہ رہے کیونکہ یہ کمال انسانی سوسائیٹی کو اس دنیا مین ہرگز حاصل نہین ہو سکتا موجودہ انسانی فطرت جبتک رہے گی تب تک اس قسم کے واقعات کم و بیش پیش آتے ہی رہینگے ہان یہ ضرور ہے کہ پردہ ایک ایسا علاج ہے جو بہت کچھ اس معاملہ مین اصلاح کر سکتا ہے اور بدی کو بہت حد تک دور کر سکتا ہے پس جہانتک انسانی فطرت کو مدنظر رکھکر کوئی اصلاح مردون اور عورتونکے موجودہ تعلقات مین کیجا سکتی ہے پردہ ایک نہایت ہی عمدہ اور مفید علاج ہے کیونکہ پردہ بہت سے بدی کے مواقع کو دور کر دیتا ہے جنسے اگر پیش آجاوین تو بچنا کسی کا ہی کام ہے۔

پردہ کے مضمون پر مفصل بحث پہلے گذر چکی ہے۔ یہان صرف یہ دکھانا مقصود ہے کہ مہذب ممالک مین اس کے رواج دینے سے کیا کیا فواید ہو سکتے ہین اور مغربی سوسائیٹی کی کن امراض کا یہ سچا علاج ہے مغرب مین تمام بدکاریون اور گھر کے اندر کے فسادون کی جڑ صرف یہ ہے کہ مردون اور عورتونکو ہر وقت یہ موقع حاصل ہے کہ جہان چاہین تعلقات محبت پیدا کرلین اور وہ خوشی جو گھر کے اندر حاصل ہو سکتی ہے اسے گھر سے باہر حاصل کرین کیونکہ جس صورت مین جوان عورتین دلربائی کے تمام سامانون سے آراستہ ہوکر جوان مردونسے جو ہنوز اپنے نفسانی جذبات پر قابو نہین رکھتے ملین گی اور ان سے آزادانہ گفتگو کرینگی اور جہان ان کا جی چاہے تنہائی مین انکے ساتھ جا سکین گی تو آگے آزادی سے جو نتیجہ پیدا ہو سکتا ہے وہ ظاہر ہے اور یہ صرف قیاس نہین

بلکہ جو سوسائٹی کا نقشہ خود یورپین لوگون نے کھینچا ہے اس سے ظاہر ہے کہ واقعی جسقدر بدنتیجہ کی امید کیجا سکتی ہے اس سے بھی بڑھکر بدنتائج مہذب اقوام مین اس بے پردگی سے پیدا ہو رہے ہین مین سمجھتا ہون کہ سادہ قومونکی نسبت ان مہذب اقوام مین پردہ کیضرورت اور بھی زیادہ ہوگئی ہے کیونکہ تہذیب کی ترقی سے بجاے سادگی کے زیب و زینت کے سامان بڑھتے جاتے ہین خوبصورتی نئے نئے انداز پیدا کر رہی ہے اور آرام اور آسایش کے اسباب کے بکثرت مہیا ہونیسے نفسانی خوہشان دن بدن بڑھ رہی ہین - یہ سب نفسانی خواہشات کے بڑھانیکے سامان ہین اور اسلیے جسقدر یہ سامان سہل الحصول ہوتے جاوینگے اسیقدر پردہ کی ضرورت بھی نسبتًا بڑھتی جاویگی یا یون کہو کہ پردہ کی عدم موجودگی سے اسیقدر بدکاریان اور فواحش زیادہ پھیلتے جاوینگے - معترضین کا بڑا زور تعلیم پر ہوتا ہے پر مین کہتا ہون کہ پہلے تعلیم کے کوئی نتائج پیش کرنے چاہئے اور پھر اسبات پر زور دینا بجا ہوگا کہ پردہ کی ضرورت کو بھی تعلیم نے پورا کر دیا ہے کیا تعلیم ہمارے ہان وہی اثر پیدا کرے گی جو اس نے سویڈن کی مہذب قوم کے بیچ سٹاک ہالم مین پیدا کیا ہے یا اسٹریا کے مہذب قوم کیلیے وائینا مین - یا مہذب فرانسیسیونکے لیئے پیرس مین - یا مہذب انگریزونکے لیے لنڈن مین - یا مہذب امریکہ والونکے لیے نیویارک مین یہی شہر آج دنیا مین تہذیب کے بڑے مرکز ہین اور نہایت رنج اور افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ بدکاری کے بڑے مرکز بھی دنیا مین آج یہی ہین - کیا انسان خدا کے قانون قدرت سے لڑ سکتا ہے اگر نہین تو پھر اصلاح کا وہ پہلو اختیار کرنا چاہیئے جو فطرت انسانی اور قانون قدرت کے مواقف ہو - قدرت نے تو انسان کے نفس کے اندر یہ بات رکھدی ہے کہ خوبصورت عورتونکے میل جول سے اسکے جذبات حیوانی جوش مین آوین کیا تہذیب نے اس قانون قدرت کو بدلدیا ہے نہین بلکہ اسکا زیادہ نمایان اثر مہذب ممالک مین ہی نظر آتا ہے نہ ہی تہذیب یا تعلیم نے ابتک مردون اور عورتونکو ایسے پاکدل بنادیا ہے کہ ایکدوسرے سے ملکر انکے جذبات نفسانی کو تحریک نہ ہو اور کوئی بدخیال انکے دلون مین یا ان مین سے اکثرون کے دلون مین نہ گھس سکے پس سچی اصلاح یہ ہے کہ جہانتک ہماری طاقت مین ہے ہم ان مواقع کو دور کرین جنسے بدی پیدا ہوتی ہے اور یہی پردہ کی تعلیم دینے مین قرآن کریم کا منشا ہے - تجربہ بتاتا ہے کہ اول جوش محبت سے جو ایک جوان مرد اور عورت زندگی کی ایک صاف سڑک اپنے دل مین تجویز کر لیتے ہین وہ محض انکے جوش کا ولولہ ہوتا ہے نکاح کے بعد چھوٹے چھوٹے رنجدہ واقعات کم و بیش ہر گھر مین پیدا ہوتے رہتے ہین اور جس خاوند اور عورت کے تعلقات سچے عشق پر مبنی ہوتے ہین ان مین بھی باہم کبھی نہ کبھی کچھ رنجش پیدا ہو جاتی ہے پس وہ خوشی جسکی گھر مین ملنے کی امید ہوتی ہے ہمیشہ امید کے مطابق حاصل نہین ہوتی اس قسم کے واقعات کے پیدا ہونے پر اگر خاوند اور عورت دونون کو یہ موقع حاصل ہے کہ جو خوشی گھر مین انکو نہین ملسکی وہ باہر تلاش کرین یعنی وہ خوشی جو مرد اور عورت کی محبت سے ایکدوسرے کو حاصل ہوتی ہے تو کوئی

وجہ نہین کہ وہ اس خوشی کو باہر کیون تلاش نہ کرین بلکہ اس قسم کا موقع ملنے سے چھوٹی چھوٹی رنجشین بڑے خطرناک پہلو اختیار کر لیتی ہین۔ معمولی شکایتین بلکہ ایسی شکایتین جن کا دراصل وجود ہی کوئی نہین ہوتا نازک صورت اختیار کر لیتی ہین اور بجائے اسکے جو تھوڑی دیر بعد وہی تعلقات محبت خاوند اور عورت مین دوبارہ قایم ہو جاوین جدائی بڑھتی جاتی ہے۔ سو خاوند خوشی حاصل کرنیکے لیئے کہین پھر رہا ہے اور عورت اگر بڑی عفیف نہین تو وہ بھی اپنی خوشی کے حصول کیلیئے کوئی موقعہ تلاش کرتی رہتی ہے۔ بے پردگی کی صورت مین انسان اپنی حالت پر قانع کبھی نہین ہو سکتا اور اسکی تمام نقص پیدا ہوتے ہین۔ مین جانتا ہون کہ مخالفین پردہ کا سب سے بڑا اعتراض پردہ کے خلاف یہی ہے کہ عورتونکے پردہ مین رہنے سے وہ خوشی حاصل نہین ہو سکتی جو مردون اور عورتونکے میل جول سے پیدا ہوتی ہے لیکن پہلے مضمون مین یہ ثابت کر دیا گیا ہے کہ یہ خوشی اس اصلی اور حقیقی خوشی کو قربان کرکے حاصل ہو سکتی ہے جو انسان کو اپنے گھر مین ملتی ہے۔ مین چاہتا ہون کہ کوئی شخص اس مضمون پر قلم اٹھاوے کہ وہ کونسا مفیدٌ اعتراض پردہ کے خلاف ہے اور جس صورت مین پردہ خطرناک امراض سوسائیٹی کا علاج ہے پھر اسکے اختیار کرنیسے کونسا امر مانع ہے۔ ساتھ ہی دوسرے پہلو پر بھی غور کرنا چاہیئے کہ پردہ کی عدم موجودگی مین آہستہ آہستہ سوسائیٹی کی یہ حالت ہو جائے گی کہ نکاح کے مقدس رواج کا خاتمہ ہو کر حیوانونکی طرح مردون اور عورتونکا بلا امتیاز میل جول ہوگا۔ ضرور ہے کہ ان دونون امور مین سے مہذب سوسائیٹی آخر ایک کو قبول کرے اور اگرچہ اسوقت میلان پردہ کے خلاف اور بیقیدی کیطرف ہے مگر ہمین مایوس نہین ہونا چاہیئے کہ عیسائی اقوام کبھی حق کو قبول نہ کرینگی کیونکہ جس قسم کی بیقیدی کیطرف اب مہذب سوسائیٹی حرکت کر رہی ہے وہ ہر ایک بے تعصب سمجھدار آدمی کو نفرت دلانے والی ہے۔

پردہ نہ صرف گھر کے اندرونی زندگی کی اصل خوشحالی اور حقیقی راحت کا ہی محافظ ہوگا بلکہ اسکے رواج دینے سے شریف عورتونکی عفت محفوظ ہو جائے گی۔ مہذب ممالک مین ہزارہا ایسی مثالین آئے دن دیکھی جاتی ہین کہ ایک معصوم لڑکی کی عصمت محض اس لیے برباد ہو گئی ہے کہ اسنے اپنے عاشق کی محبت پر بھروسہ کر لیا اور اپنے آپکو اسکے حوالے کر دیا۔ دنیا مین بہت سے ایسے بدمعاش ہین کہ سادہ لوح لڑکیونکو محبت اور شادی کی طلبگاری جتلا کر دام تزویر مین پھنسا لیتے ہین اور پھر جب انکی عزت و عفت برباد کر چکتے ہین تو الگ ہو جاتے ہین اور وہ بیچاری اگر شرم رکھتی ہین تو خودکشی کرتی ہین یا اسقاط کے ذرایع اختیار کرکے خطرناک جرایم کی مرتکب ہوتی ہین اور یا آخر بدکاری کا پیشہ اختیار کرتی ہین یہ کسقدر ظلم ہو رہا ہے مگر اسکی اصلاح کیطرف مطلق توجہ نہین کیجاتی۔ یہ بیچاری لڑکیان قابل رحم اسلیے ہین کہ اگر انکو ایسے امتحان مین نہ ڈالا جاتا تو بہت ساری ان مین سے بالکل بچی رہتین مگر مغرب کے رواج ایسے ہین کہ پہلے ان غریبونکو شیطان کے تسلط مین دیدیا جاتا ہے اور جب شیطان ان پر غالب

آجاتا ہے ستو پھر اُن پر بدنامی کا دھبہ لگایا جاتا ہے حالانکہ اصل قصور ان کا نہیں بلکہ ان رواجون کا ہے جو سادہ لوح عورتونکو اس طرح پر از جذبات جوانون سے تعلق محبت پیدا کرنے اور ہر قسم کی آزادی رکھنے کا موقعہ دیتے ہین۔ یورپ مین نکاح سے پہلے جو محبت یا عشق ظاہر کرنیکا طریق اختیار کیا گیا ہے وہ جوان مردون اور عورتونکے لیے نہایت خطرناک ثابت ہوا ہے کیونکہ ممکن ہی نہین کہ جب دونو طرف پوری طرح حیوانی جذبات کے نیچے ہون اور جوانی کو بھڑکانے والی خواہشات نفسانی انپر غالب ہو چکی ہون تو پھر تخلیہ مین وہ بچ سکین یہی وجہ ہے کہ ولد الحرام بچونکی تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے۔ بیقیدی کے ساتھ جوان مرد اور عورت کا ملنا اور تخلیہ مین ایکدوسرے سے اظہار محبت کرنا آخر یہانتک ترقی کر گیا ہے کہ ویلز اور جرمنی کے بعض حصون مین یہ طریق مروج ہے اور انگلستان کے بعض حصونمین آج سے کچھ مدت پہلے بھی یہی طریق مروج تھا کہ عاشق راتکے وقت آکر اپنی محبوبہ کیساتھ اسی بستر پر سوجاتا.... اور پھر اسی حالت مین اسپر اپنے عشق کا اظہار کرتا.... کوئی کہہ سکتا ہے کہ اس حالت مین دونون فریق اپنے جذبات پر قابو رکھ سکین گے اور کسی بدکاری کے مرتکب نہین ہونگے مگر امر ثابت شدہ ہے کہ ولد الزنا بچون کی تعداد دونون طریقونمین ایک سی ہی ہے یعنے خواہ اظہار محبت عاشق اور معشوقہ کا دنکے وقت تخلیہ مین ہو یا راتکے وقت بستر پر۔ اخلاقی امراض کا علاج اسی طرح پر ہونا چاہئے جیسے جسمانی امراض کا یعنی انکے اسباب کیطرف توجہ کرنی چاہئے۔ اور اس بات پر نہین بھولے رہنا چاہئے کہ تعلیم ہی ہر ایک مرض کا علاج ہو گی۔ تعلیم آخر فطرت انسانی کو نہین بدل سکتی اور نہ خدا کے مقرر کردہ قانون کو توڑ سکتی ہے۔ جذبات اپنا کام تعلیم یافتہ مردون اور عورتون مین اسی طرح کرتے ہین جیسے بھوک اور پیاس۔ اور اگر ہم خود جوان مردون اور عورتونکو ایسے موقعے دین کہ وہ ایسی حالتون مین اکٹھے ہون جہان انکے جذبات کو تحریک دینے والی توسب باتین موجود ہون اور روکنے والی کوئی چیز نہ ہو پھر اگر وہ پھسل جاوین تو یہ ایسا انکا قصور نہین جیسا اس رواج کا جسکے ماتحت انکو ایسی آزادی اور بیقیدی دیگئی ہے میری سمجھ مین جوان مردون اور عورتونکی پاکدامنی کا محافظ صرف پردہ ہی ہو سکتا ہے اور بہت سی سادہ لڑکیونکو پردہ ہی ذلت سے بچا سکتا ہے اور ولد الزنا بچونکی تعداد کے کم کرنیکا ذریعہ پردہ ہی ہو سکتا ہے اگر پردہ کے سوا کسی اور بات سے بھی یہ فواید حاصل ہو سکتے تو یقیناً مہذب ممالک مین انکا وجود نظر آنا چاہیئے تھا۔

اس تحقیقات سے یہ بات ظاہر ہے کہ ان اخلاقی اور تمدنی امراض کا علاج جو مغرب مین پھیلی ہوئی ہین ایک حد تک پردہ ہو سکتا ہے۔ مگر اکیلا پردہ ہی ان تمام امراض کے علاج کیلیے کافی نہین اسلیے اب باقی پانچ باتونپر غور کر کے یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ پردہ کے علاوہ اور کونسا علاج ہے جسکو اختیار کرنیسے یہ امراض جڑ سے کٹ سکتے ہین یہ تو ہم دیکھ چکے ہین کہ مغرب کی مہذب عیسائی اقوام مین پاکدامنی مردون اور عورتون کے درمیان بہت ہی کم ہو گئی ہے کیا نکاح کے دایرہ کے اندر اور کیا اس سے باہر۔ اور رنڈی بازی جیسی سیہ کاری کی آخر قانون

کو اجازت دینی پڑی ہے اور یہ بھی امر ثابت ہے کہ نکاح کے دایرہ کے اندر مرد عورتون کی نسبت زیادہ زنا کے مرتکب ہوتے ہین اور عورتون مین زیادہ تعداد بدکاری مین مبتلا ہونیوالی ان عورتونکی ہے جنکو خاوند نہین ملتے اور یہ بھی معلوم ہوچکا ہے کہ عورتونکی تعداد تمام مہذب ممالک مین مردونسے زیادہ ہے - ان تمام باتونکا علاج تعدد ازدواج ہے اور اسکے وجوہات حسب ذیل ہین - عورتون کی تعداد مردون کی تعداد سے بہت بڑھی ہوئی ہے - اور زوج واحد کے قاعدہ کے ماتحت ایک کثیر تعداد ایسی عورتونکی رہجاتی ہے جنکو خاوند تلاش کرنیسے بھی نہین مل سکتے - اگر مردونکی تعداد عورتونسے بڑھکر ہوتی تو زوج واحد کا قاعدہ درست رہتا کیونکہ مرد بہ سبب اشغال جنگ اور دوسرے اشغال کے جن کی وجہ سے انکو باہر رہنا پڑتا ہے عورتونکی نسبت کسیقدر زیادہ ہی درکار ہین - مگر واقعات اسکے خلاف ہین اور ایک دو نہین بلکہ کل کے کل عیسائی ممالک مین عورتونکی تعداد مردونسے بہت زیادہ ہے اور آگے آبادی کا میلان یہ ہے کہ عورتونکی زیادتی روز بروز ترقی پر ہے باقی رہے وہ ممالک جہان تعدد ازدواج کی اجازت ہے سو اس رواج کی موجودگی ہی اس امر پر شاہد ہے کہ وہان عورتونکی تعداد مردونسے زیادہ ہے یہ خیال بالکل غلط ہے کہ موخر الذکر ممالک مین بعض لوگ کئی کئی بیبیان کرلیتے ہین اور بعض بالکل محروم رہجاتے ہین کیونکہ جبتک کسی عورت کو ایسا خاوند حسب منشا مل سکتا ہے جسکے پہلے بیوی نہین تو وہ یقیناً سوت بننا پسند نہین کریگی - الغرض اسمین شک نہین ہوسکتا کہ دنیا مین عورتونکی تعداد مردونسے زیادہ ہے - اور ابھی دن بدن عورتون کی تعداد مین اور بھی زیادتی ہو رہی ہے بلکہ کہا جاتا ہے کہ عورتونکی تعداد مین ترقی تہذیب کی ترقی سے وابستہ ہے یہ وہ امر ہے جسکو عیسائی مصنفین نے تسلیم کیا ہے اور جو کچھ ہی اسکی وجہ ہے - عیسائیون کو جنہون نے تعدد ازدواج کو رد کیا ہے ملزم کرنیکے لیے یہ کافی ہے وہ تعدد ازدواج کے منکر ہوتے تھے مگر اب خدا نے ایک ایسی بات پیدا کردی ہے جسکا علاج سوائے تعدد ازدواج کے کچھ نہین +

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ زاید عورتونکو کیا کیا جاوے - اس سوال نے عیسائی مصنفین کو حیرت مین ڈالدیا ہے اور اسکا جواب جو ابتک انہون نے دیا ہے صرف یہ ہے کہ انکے گذارہ کیلیے کوئی شغل یا ملازمت تلاش کرنی چاہیئے لیکن جہان کسی پیشہ یا ملازمت کے اختیار کرنیسے ان عورتونکے گذارہ کی سبیل نکل آئیگی کیا ان اشغال سے ان کی فطری خواہش جو مرد کیلیے ہے وہ بھی پوری ہوجاویگی ؟ اگر کوئی شخص دنیا مین ایسا موجود ہے جسکا یہ خیال ہو کہ ملازمت یا پیشہ کے اختیار کرنیسے عورت کی فطری خواہش مرد کیلیے بھی پوری ہوجاوے گی تو مین اسکا جواب سننے کیلیے منتظر ہون خواہ وہ مسٹر دلاور حسین ہو یا کوئی اور دشمن تعدد ازدواج مشرقی ہو یا مغربی اور اگر اشغال انکے فطری جذبات کو پورا نہین کرسکتے تو پھر یہ سوال ہوتا ہے کہ آیا خدا تعالے نے یہ زاید عورتین ایسی پیدا کی ہین کہ ان مین وہ فطری خواہش ہی نہ رکھی ہو جو باقی عورت ذات مین موجود ہے - کیا قدرت نے کوئی انکی

پیدایش مین ہی ایسا امتیاز رکھدیا ہے کہ اس سے معلوم ہو جاوے کہ اسقدر عورتین نکاح کرنیکے لیے پیدا کی گئی ہین اور
اس قدر زاید ہین جن کے پیدا کرنیسے غرض صرف اسیقدر ہے کہ وہ کوئی ملازمت کرکے اپنا پیٹ بھر لیا کرین اور مرد
کی خواہش ان کے دلون مین کبھی پیدا ہی نہین ہوتی ۔ اگر ان دونون باتون مین سے کوئی بھی سچ نہین جیسا کہ ہر ایک
سمجھدار آدمی کو اقرار کرنا پڑے گا تو پھر تعدد ازدواج کو کیونکر روکا جا سکتا ہے کیونکہ پھر اس رواج کی ممانعت سے یہ لازم
آتا ہے کہ ان عورتون پر جبر کیا جاوے کہ وہ اپنے جذبات کو کبھی ظاہر نہ ہونے دین ۔ مگر ایسی صورت مین انکے لیے
ملازمت یا کوئی اور پیشہ تلاش کرنے کی فکر کیون پڑ رہی ہے کیونکہ اگر وہ ایک فطری خواہش پر غالب آسکتی ہین تو
یقیناً دوسری فطری خواہش پر بھی جو کھانے پینے کی خواہش ہے غالب آسکین گی ۔ قدرت نے تو دونون خواہشین یکسان
اُنمین رکھی ہین اگر ان کی بھوک پیاس کا فکر ہے تو انکے فطری جذبات کا فکر پہلے کرنا چاہیے کیونکہ یہ انکی فطرت مین مرکوز ہے
اور یہ غلط خیال ہے کہ جبتک ہم اس زمین پر رہتے اور کھاتے پیتے ہین کوئی ایسا نسخہ کبھی ایجاد ہو جاوے جس سے
مرد اور عورت کی فطری خواہشین ایکدوسرے کیلیے سرے سے نابود ہی ہو جاوین ۔ اگر کہین کہین کوئی ایسی عورت
بھی ہو جسکو اصطلاح مین بوڑھی کنواری کہا جاتا ہے یعنی جس کی ساری عمر ہی کنوارپن مین گذر جاتی ہے اور
وہ واقعی ان الفاظ کی مصداق بھی ہو تو اس سے کوئی عام قاعدہ نہین نکالا جا سکتا بلکہ یہ ایک استثناء ہے جیسے
مردون مین بھی بعض نامرد ایسے ہوتے ہین جن کے دلون مین عورت کے لیے کبھی خواہش پیدا ہوتی ہی نہین اور اگر
یہ دونون باتین نہین تو جذبات کے روکنے کا اثر اسکی صحت پر ضرور برا ہوگا ۔ کیونکہ قدرت نے یہ جذبات پورے کیے
جانیکے لیے ہی رکھے ہین اور جسطرح بھوک کے وقت اگر انسان روٹی نہ کھائے تو اسکا برا اثر اس کی صحت پر ہوتا
ہے ۔ ایسے ہی ان جذبات کے سچے تقاضا کو روکنے کا اثر برا ہوتا ہے ۔ ایک عیسائی واعظ نے بھی اس بات کو تسلیم کیا
ہے وہ کہتا ہے کہ "انسان مجموعہ قوئے انسانی کا نام ہے اسمین کوئی چیز زاید نہین بلکہ اگر دوبارہ انسان کو بنایا جاوے
تو انہین موجودہ قوے کے ساتھ ہی دوبارہ اسے بنانا پڑیگا اسکے تمام قوے کسی غرض کیلیے بنائے گئے ہین اور
نقص ان قوے مین نہین بلکہ ان کے ناجایز استعمال مین ہے انسانی تکمیل کیلیے ہر ایک قوت کا ہونا ضروری ہے
مذہب صرف اخلاقی احساسات سے ہی تعلق نہین رکھتا بلکہ قوت متفکرہ سے بھی ۔ اور صرف اخلاقی احساسات
اور قوت متفکرہ سے ہی نہین بلکہ اسکی عقل سے بھی اور ان تینون سے ہی نہین بلکہ محبت سے بھی اور ان سب کے
مجموعہ سے بھی نہین بلکہ تمام حیوانی جذبات اور جسمانی خواہشات سے بھی بشرطیکہ انکو مناسب طریق مین اور مناسب
اغراض کے لیے استعمال کیا جاوے ۔ مگر بہر حال جذبات اور خواہشات تکمیل انسانی کیلیے ضروری ہین ۔ کیونکہ انکے
بغیر انسان ایسا ہے جیسا ایک درخت جڑ سے اکھاڑا ہوا ۔ جبتک انسان کو اس مادی زمین پر رہنا ضروری ہے ۔ اور
ایک جسمانی بناوٹ پر ہی اسکی قوت متفکرہ اور خیالیہ اور فعلیہ کا مدار ہے تب تک ضروری ہے کہ اس مین جذبات بھی

ہون اور خواہشات بھی"۔ اسکے بعد ڈاکٹر فٹ جواس واعظ کا حوالہ دیتا ہے لکھتا ہے کہ "اس مین شک نہین ہو سکتا کہ انسانی بناوٹ کی ابتدا مین ہی یہ غرض رکھی گئی تھی کہ اسکے تمام اعضا محفوظ رہین اور اپنے اپنے کام مین لگے رہین ورنہ انسانی بناوٹ کے اندر وہ نہ رکھے جاتے۔ اور اگر انسانون کے طبعی تقاضون کو روکنا بھی انسانیت مین ہے تو پھر بازو یا کسی اور عضو کو کاٹ دینے مین بھی کوئی حرج نہین ہونا چاہئے۔ ہان یہ سب قوٰے ایسے طور پر استعمال کیے جاسکتے ہین کہ جس سے تمہارے ہمسایہ کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔ دکھ اور ابتری اور بیماری صرف انکے غلط استعمال سے پیدا ہوتی ہے۔" (ص ۲۴۳)

اسکے بعد ایک ڈاکٹر کا قول نقل کیا گیا ہے کہ "انسان پر ایک ایسا وقت آتا ہے کہ جب وہ اپنے آپ کو اس محبت کے دایرہ مین نہ پانے سے جسکے لیے وہ بنایا گیا تھا۔ گھٹنا شروع ہوتا ہے اور عورتین مردون سے بھی بڑھکر اس ضرورت کو محسوس کرتی ہین تب بیچاری جوان عورتین سوسائیٹی کے ایک مہلک تجربہ کے نیچے آتی ہین اور وہ روح جو انکی روح کا اصل سہارا ہوتی ہے انکے اندر سے نکل جاتی ہے +

یہ وہ باتین ہین جن سے ایک دانا دل جس مین تعصب اور "ضد" کو جگہ نہین جھٹ ایک سچے نتیجہ پر پہنچ جاتا اور حق کے قبول کرنیکے لیے تیار ہو جاتا ہے۔ مگر اسکے علاوہ واقعی طور پر دنیا مین یہ شہادت مل رہی ہے کہ عورتونکا بغیر خاوندکے رکھنا نہایت خطرناک نتایج پیدا کر رہا ہے اور یہ واقعات ایسے ہین جنسے ایک متعصب انسان بھی انکار نہین کر سکتا زنا اور رنڈی بازی دن بدن ترقی پر ہین اور ولد الزنا بچونکی تعداد اس خطرے مین ڈال رہی ہے کہ کسی دن سوسائیٹی کا نقشہ وحشیون کا سا نہ ہو جائے۔ مگر کیا ہم سب الزام عورتونکے سر پر دیسکتے ہین۔ ہرگز نہین اصل قصور تو ان رواجون مین ہین جو ان واقعات کا پیدا کرنیکا موجب ہو رہے ہین خاوند تو مل سکتے ہین مگر قانون اور رواج انکو اس جائز طریق سے روک کر زناکاری مین ڈال رہے ہین۔ ایک صدی کا عرصہ ہوا یا اس سے کچھ زیادہ کہ ایک عورت پر ولد الزنا بچہ جننے کا الزام لگایا گیا۔ اسوقت قانون نے اس بات کو جرم مین داخل کر رکھا تھا گو اب نہین۔ یہ اس عورت کا پانچوان حرام کا بچہ تھا۔ ملزم نے بڑے دردانگیز طریق سے اس امر کو ججونکے سامنے بیان کیا کہ وہ کیون اس جرم کا ارتکاب کرنے پر مجبور ہوئی۔ اُسنے عدالت کو مخاطب کر کے کہا "آپ سمجھ سکتے ہین کہ مین بیوقوف نہین۔ اور مین پرلے درجہ کی حماقت کی مرتکب ہوتی۔ اگر مین نکاح کے معزز طریق کو اپنی موجودہ طرز زندگی پر ترجیح نہ دیتی۔ مین ہمیشہ رضامند رہی ہون اور اسوقت بھی اس بات پر رضامند ہون کہ کوئی مرد مجھسے نکاح کرلے اور مین یہ بھی یقین کرتی ہون کہ مین نکاح کر کے اپنے خاوند سے نہایت عمدہ سلوک کرونگی کیونکہ مجھ مین محنت ہنر اور دیانت وہ سب اوصاف موجود ہین جو نیک بی بی کے لیے ہونے چاہئے۔ مین دعوٰی کرتی ہون کہ کوئی آدمی ایسا نہین جو کہ سکے کہ اُسنے کبھی مجھ سے نکاح کی خواہش ظاہر کی ہو۔ اور مینے نہ مانا ہو۔ بلکہ صرف ایک ہی دفعہ مجھ سے ایک شخص نے نکاح کی درخواست کی اور مینے اسے خوشی سے قبول کیا۔ اسوقت مین کنواری تھی مینے اسکی نیک نیتی پر حد سے بڑھکر بھروسہ کیا اور اپنی عزت کو

برباد کر دیا کیونکہ میں اس سے حاملہ ہو گئی تو اس نے مجھے چھوڑ دیا۔ اس شخص کو آپ سب لوگ جانتے ہیں وہ اب اس ملک میں مجسٹریٹ ہو گیا ہے اور مجھے امید تھی کہ وہ بھی آج عدالت میں ہوتا تو عدالت کو میرے ساتھ نرم سلوک کرنیکی ترغیب دیتا۔" یہ ایک ہی واقعہ ایسا ہے جو پردہ اور تعدد ازدواج دونوں کی ضرورت کو ثابت کرتا ہے کیونکہ ان میں سے پردہ تو عورت کی عفت کا محافظ ہوتا ہے اور اسے مرد کے جذبات کا شکار بننے سے بچاتا ہے اور تعدد ازدواج ایسا رواج ہے جو ہر صورت میں۔۔۔۔ خاوند کی ضرورت کو پورا کر سکتا ہے۔ الغرض عورتوں کی تعداد کا مردوں سے بڑھکر ہونا قطعی طور پر اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ تعدد ازدواج کا ہونا ضروری ہے اور اگر اب بھی اس کا انکار ہی کیا جاویگا تو سوسائیٹی دن بدن اور بھی نیچے گرتی چلی جاوے گی اور بدکاریوں کا ارتکاب دن بدن بڑھتا چلا جاویگا۔ اگر یہ زیادتی صرف چند ریاستوں تک محدود ہوتی تو باہمی نکاح سے کمی بیشی پوری ہو سکتی تھی مگر یہ زیادتی عالمگیر ہے اور اب عیسائی اقوام کو تعدد ازدواج کے سوال کا سامنا کرنا پڑا ہے جس سے انکار کی صورت میں زناکاری اور رنڈی بازی کو قبول کرنا پڑیگا۔ دیکھئے مسٹر دلاور حسین ان دونوں باتوں میں سے کس بات کے اختیار کرنیکی سفارش کرتے ہیں۔ ہاں ایک سوال میرا اس جگہ آریہ ممبر کا سے بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ عورتوں کی اس بڑھی ہوئی تعداد کیلیے بانی سماج نے کیا علاج تجویز کیا ہے کیا وہ سب کی سب نیوگ کرائیں۔ مگر ستیارتھ پرکاش کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کنواری نیوگ نہیں کرا سکتی بلکہ خاوند کا ہونا نیوگ کے لیے شرط ہے خواہ وہ موجود ہو یا نہ ہو۔ یہ بات عجیب تو معلوم ہوگی کہ خاوند والی عورت کو دوسرے مرد سے ہم بستر ہونے کی ہدایت ہو اور رنڈوا خاوند کو ایسی اجازت نہ ہو۔ مگر دنیا میں ہر طرف ایسی ہی عجیب متضاد باتیں نظر آتی ہیں۔ ادھر ایشیا میں تعدد ازدواج کو برا سمجھنے والوں کا یہ حال ہے کہ نیوگ جیسی بلا انکے گلے پڑی اور پھر عورتوں کی زاید تعداد کیلیے کوئی علاج نہیں ادھر مغرب کی مہذب اقوام نے تعدد ازدواج کو رد کر کے زناکاری اور رنڈی بازی جیسی بدکاریوں کو جایز رکھا۔ یہی قانون جو تعدد ازدواج کو روکتا ہے رنڈی بازی کی اجازت دیتا ہے اور جنکا کوئی برا نہیں سمجھتا اور پھر عجیب تر یہ کہ جو لوگ تعدد ازدواج کو جایز رکھتے اور زناکاری اور رنڈی بازی پر لعنت بھیجتے ہیں انکو وحشی کہا جاتا ہے۔ مگر ایسی تہذیب سے یہ وحشی پن ہی اچھا ہے۔

ایک اور امر ہے جس کی طرف میں اب ناظرین کو توجہ دلانا چاہتا ہوں ان واقعات سے جو اوپر نقل کیے گئے ہیں کہ بیاہے ہوئے مرد بہ نسبت بیاہی ہوئی عورتوں کے زیادہ بدکاری میں مبتلا ہوتے ہیں۔ عیسائی ممالک کی حالت عجیب ہے کہ جوش سے کبھی ایک پہلو اختیار کیا جاتا ہے اور کبھی دوسرا۔ اور حق کی تلاش کی رغبت بہت کم ہے۔ ایک وقت تھا جب عورت کو شیطان مجسم کہا جاتا تھا مگر اب یہ حالت نہیں۔ اب عورت تو فرشتہ بن گئی ہے اور شیطان بننے کے لیے مرد رہ گئے ہیں۔ پہلے عورت کو سب بدکاریوں کی جڑ کہا جاتا تھا اب یہ الزام مرد کے سر پر ہے۔ یا تو یہ عقیدہ تھا کہ عورت میں شیطانی اوصاف ہیں اور یا اب یہ عقیدہ ہے کہ عورت میں فوق العادت

نیکی کی قوت رکھی گئی ہے۔ بہرحال اصل بات کیطرف کبھی توجہ نہین ہوتی جیسا کہ مینے دکھایا ہے کہ بیاہی ہوئی
عورتونکے زیادہ بدکاری مین مبتلا ہونیکی وجہ کوئی ان کی فطری شرارت نہین بلکہ رواجون اور قانون کا نقص ہے
ایسا ہی یہ امر بھی ثابت ہے کہ بیاہے ہوئے مردون مین بیاہی ہوئی عورتون کی نسبت زیادہ بدکاری ہونیکی اصل وجہ
بھی نہین رواجون اور قوانین کا نقص ہے کیونکہ یہ رواج اور قوانین مرد کو اپنی فطری خواہشونکے پورے تقاضے
کو جایز طریق سے پورا ہونیسے روکتے ہین اول تو انکے جذبات کیلیے یہ امر محرک ہے کہ عورتین ہر طرح سے زیب و زینت
کر کے انکے ساتھ ملتی جلتی ہین اور دونون جنسون کا ایسا خلاملا ہوتا ہے جو اکثر لغزش کا باعث ہو جاتا ہے۔ مگر ان
قوانین مین مردونکے ساتھ ایک اور نا انصافی کیجاتی ہے یعنی انکو مجبور کیا جاتا ہے کہ خواہ وہ واقعی تعدد ازدواج کی
ضرورت محسوس بھی کرتے ہون مگر تاہم الکوزوج واحد پر ہی اکتفا کرنا چاہیے۔ ضرورت تعدد ازدواج پر بحث کرتے
ہوئے یہ پہلے دکھایا جا چکا ہے کہ عورتونکے ساتھ بعض عوارض ایسے لگے ہوئے ہین جن کی وجہ سے وہ بعض ایام
مین مستقل طور پر بلکہ بعض وقت لمبے عرصہ کیلیے تعلقات زن و شوی کے قابل نہین ہوتین ایسی حالت مین
ایک خاوند جسکو قدرت نے ان قوے سے زیادہ حصہ دیا ہے دوسری عورت کی ضرورت محسوس کریگا اور اگرچہ
قانون قدرت الہی نے تو اسکے لیے سامان مہیا کر رکھا ہے یعنی عورتین مردونسے زیادہ پیدا کی ہین مگر سوسائیٹی
نے قوانین اور رواج ایسے تجویز کر رکھے ہین جو اسکو اس جایز فایدہ کے حاصل کرنیسے روکتے ہین لیکن ان
قوانین سے صرف یہی فایدہ ہوتا ہے کہ مرد ظاہر طور پر اپنے قوے کے تقاضونکو پورا نہین کر سکتا اور خفیہ طور پر انکے
پورا کرنیکی کوشش کرتا ہے کیونکہ جو بات خدا تعالے نے اس کی فطرت مین رکھدی ہے اسکے خلاف وہ نہین چل
سکتا یہی وجہ ہے کہ بیاہے ہوئے مرد بیاہی ہوئی عورتون کی نسبت زیادہ زناکاری مین مبتلا ہین کوئی قانون
قانون قدرت کو نہین ٹال سکتا۔ قدرت اپنا تقاضا پورا کر کے رہیگی پس رواجون اور قانونون کو قانون قدرت کے
ماتحت کرنا چاہیئے نہ کہ اُلٹا قانون قدرت کو اپنے وضع کردہ قوانین کے ماتحت رکھنے کی کوشش کیجاوے جسکا نتیجہ ایسا
برا ثابت ہو رہا ہے یعنی تعدد ازدواج کی ممانعت سے آخر چھپی ہوئی بدکاری زور پکڑ گئی ہے اور ایک آدمی جسکو سیدھے
طریق سے روکا جاتا ہے آخر کسی معزز خاندان کی عزت کو برباد کرتا ہے +

جیسا کہ مین نے شروع مین کہا تھا اس ظلمت کے اندر روشنی کی کرنین بھی ہین اور امید کامل ہے کہ آخر حق
جوئی تعصب پر غالب آجائیگی۔ نہ صرف عیسائی ممالک مین عیسائیت کا وہ فرقہ پیدا ہو گیا ہے جو کھلے طور پر
تعدد ازدواج کی تعلیم دیتا ہے اور جبتک قانون ملک نے نہین روکا تعدد ازدواج کے پاک اصول پر عمل کرتا رہا۔
بلکہ ان لوگون مین سے جنہون نے ان مسایل پر غور کیا ہے بعض بڑے بڑے فاضل ایسے ہین جو تعدد ازدواج کی ضرورت
محسوس کرتے ہین۔ ڈاکٹر ذٹ جسکی کتاب ہوم سائیکلوپیڈیا سے بہت سے اقوال نقل کیے گئے ہین۔ مہذب ممالک

کی اخلاقی اور تمدنی بدیون کا علاج اور نئے قوانین نکاح تجویز کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ "جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے ہمین
مارمنون کو تعدد ازدواج کی اجازت دینی چاہیئے اس مہذب زمانہ مین اس اجازت کا یہ نتیجہ نہین ہو سکتا کہ کل کی
کل عورتین چند مردون کی ہی ملک مین آجاوین۔ اور عورتون کا قحط پڑ جاوے۔ اسوقت تمام دنیا مین میلان آبادی
اسی طرف ہے کہ عورتونکی تعداد بڑھ رہی ہے۔" پھر لکھتا ہے کہ "ان اعداد سے جو مردون اور عورتونکی مردم شماری
کو ظاہر کرتے ہین یہ معلوم ہوگا کہ ہمارے درمیان بڑے وسیع پیمانے پر تعدد ازدواج کی گنجایش ہے۔ اس ملک مین
ذرہ بھی خطرہ نہین کہ تعدد ازدواج کے اختیار کرنیسے عورتون کی کمی ہو جاویگی۔ اگر کوئی ایسی عورت ہے جو اس طرح
پر نکاح کرنا بہتر سمجھتی ہے کہ اسے خاوند کا ایک حصہ ہی ملجاوے بہ نسبت اسکے کہ اسے ساری عمر بغیر خاوند کے
ہی بسر کرنی پڑے۔ اگر کوئی ایسی غریب لڑکی ہے جو اسبات کو پسند کرتی ہے کہ بجائے اسکے سلائی کرکے اپنا پیٹ
بھرے اسے ایسا خاوند ہی ملجائے جسکی محبت کا ایک حصہ اسکے لیے ہو اور کافی طور پر گذارہ ملتا رہے۔ پھر اگر تم
اسکو رد کوگے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ سخت بدکاری مین گرفتار ہوگی۔ یاد رکھو کہ بہر حال تعدد ازدواج عورتکے لیے
اس سے بہتر ہے کہ وہ زنا کرکے روپیہ کمائے۔ اگر ایک عورت ایسی ہے جو بجائے بے اولاد رہنے کے اس بات کو
پسند کرتی ہے کہ اسکا نکاح ہو جائے خواہ سارے کا سارا خاوند اسکے حصہ مین نہ ہی آئے تو ہم کیون مداخلت
کرین ہمین اس سے کوئی نقصان نہین پہنچتا۔ وہ خوشی جو اسکو تجرد کی زندگی مین نہین ملسکتی ایک پیارے
بچہ کے گود مین ہونیسے ملجاتی ہے اور تعدد ازدواج مین دوسری بیبیونکے ساتھ ہونیسے اسکو وہ گھبراہٹ بھی نہ
ہوگی جو بعض وقت زوج واحد ہونیسے ہوتی ہے۔ یہ تعصب جو تعدد ازدواج کے خلاف آج کل بے تکلف سے
پیدا کیا جاتا ہے اور اگر اسکی وجہ پوچھی جاوے کہ کیون تمہین تعدد ازدواج سے نفرت ہے تو سوائے غلط بیانی یا ناحق
ایک چیز کو برا کہنے کے اور کوئی وجہ بیان نہین کیجاتی۔

اخیر پر یہ امر بھی بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ تعدد ازدواج کی ممانعت نے کس طرح یہ موجودہ زور پکڑا
ہے۔ ابتدا اسکی کثرت بدکاری ہے اور پھر آہستہ آہستہ عیسائیون نے نکاح کے اصل مفہوم کے متعلق غلط پہلو
اختیار کرکے تعدد ازدواج کی ممانعت کو اپنا مذہبی عقیدہ بنا لیا۔ وہ قومین جنہون نے پہلے دنیا مین تعدد ازدواج
کو رد کیا رومی اور یونانی تھے جو آج تک اپنی بدکاریون مین ضرب المثل ہین۔ اور جہان کسی قوم کا سخت بدکاری مین گرفتار
ہونا بیان کرنا مقصود ہوتا ہے تو اسے انہین قومون سے مشابہت دیجاتی ہے۔ عیسائیت بھی رومی سلطنت مین
پیدا ہوئی۔ یہ نیا مذہب یہودی مذہب کا ایک فرقہ تھا جہان تعدد ازدواج کو ضروری تسلیم کیا گیا تھا کیونکہ اسرائیل
کے بزرگ نبیون حضرت ابراہیم موسیٰ اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی شہادت اسکی تائید مین تھی۔ مسیح نے ایک
لفظ بھی اسکے خلاف نہین کہا۔ بلکہ حواریون نے بھی اسکی ممانعت نہین کی۔ اور اگرچہ کلیسیا کے بڑے بڑے عہدیدارون نے

لیے یہ قید لگادی گئی تھی کہ وہ زوج واحد کے قاعدے کے پابند رہین مگر عوام الناس کو کبھی تعدد ازواج سے نہین
روکا گیا جس سے حواریون کے نزدیک تعدد ازواج کے جواز کا صاف ثبوت ملتا ہے یہی وجہ تھی کہ عیسائی دنیا مین
تعدد ازواج کا رواج تھوڑا تھوڑا چلا آیا اور مجلس کے سامنے یہ سوال پیش ہوا تو انہون نے بھی یہی فیصلہ کیا کہ ”انجیل
صاف الفاظ مین تعدد ازواج سے کہین نہین روکتین اور کلیسیا کے بڑے بڑے عہدیدار ایک سے زیادہ بیبیان کرتے
رہے ہین“ اس طرح پر عیسائیت مین بھی تعدد ازواج کو مذہبی طور پر تسلیم کیا گیا تھا۔ مگر ان واقعات کے ساتھ ساتھ
ایک اور سلسلہ واقعات کا بھی پیدا ہو گیا تھا جس نے خود نکاح کے مفہوم کو ہی بگاڑ دیا اور عیسائیون کے دلون مین نکاح
سے ایک گونہ نفرت پیدا کر دی۔ عام خیال حضرت مسیح کے متعلق یہی تھا کہ انہون نے نکاح نہین کیا پھر سب سے زیادہ
اثر عیسائیت پر پولوس کا پڑا جسکی کوششون سے عیسائی مذہب یہودیت سے الگ ہوا اس نے بھی آخر عمر تک نکاح نہین
کیا اس لیے وہ دوسرونکو بھی تجرد کی ترغیب دیتا تھا۔ اسکا اثر کلیسیا پر یہ ہوا کہ نکاح برا سمجھا جانے لگا اور انسانی
کمال تجرد مین سمجھا گیا اس سے آگے ہین پھر ہم سائیکلوپیڈیا سے نقل کرتا ہون ”سینٹ جیروم نے جو
چوتھی صدی عیسائی مین ہوا ہے اور جس کی بہت سی تصنیفون اور ترجمون کی وجہ سے عیسائی دنیا مرہون
احسان ہے یہ لکھا ہے کہ ہمین چاہیے کہ کلہاڑی ہاتھ مین لیکر نکاح کے نقصان دہ رواج کو دنیا سے نابود کر دین
ابتدا مین خدا نے نکاح کی اجازت خاص اغراض کے لیے دی تھی۔ مگر مریم اور ۔۔۔ مسیح نے تجرد کو مقدس کر دیا
ہے۔ گائیڈ کہتا ہے کہ چوتھی صدی کے عیسائی بزرگونکا یہ خیال تھا کہ نکاح آدم کے گناہ کی سزا ہے اور اگر آدم
گناہ کا ارتکاب نہ کرتا تو بقائے نوع انسانی کی کوئی اور صورت ہوتی۔ ان بزرگونکی تحریرون سے آخر یہی قانون
بن گیا اور کلیسیا نے اپنے عہدیدارونکو نکاح کرنے سے روکدیا۔ مگر چونکہ وہ عوام کو نکاح سے نہ روک سکتے تھے اسلیے
طرح طرح کے حیلون سے وہان قیدین لگانی شروع کین ۔۔۔۔۔ یہ ابتدائی عیسائیون کی بدقسمتی تھی کہ پولوس مجرد رہا
جسکی وجہ غالباً یہ تھی کہ جوانی مین وہ کسی عورت پر عاشق ہو کر مایوس ہو چکا تھا۔ اور خود مجرد ہونیکی وجہ سے وہ تجرد کو
ہی ترجیح دیتا رہا اسکی مثال اس گیدڑ کی طرح تھی جسکی دم کسی طرح سے کٹ گئی تو اسنے یہی پسند کیا کہ دوسرونکی
دُمین بھی اسیطرح کٹ جائین۔ چنانچہ پولوس قرنتیونکو لکھتا ہے کہ آدمی کے لیے یہی بہتر ہے کہ وہ عورت کے
نزدیک نہ جاوے۔ اس جھوٹے خیال کا جو عملی طور پر بد نتیجہ پیدا ہوا اور جو کچھ اسکا اثر کلیسیا کے عہدیدارونکے اخلاق
پر ہوا وہ محتاج بیان نہین۔ سینٹ برنارڈ نے بڑے زور سے اس جھوٹے خیال کی تردید کی کہ فطرت انسانی
کے خلاف چلکر پاکیزگی حاصل ہو سکتی ہے لیکی اس اثر کو بیان کرتا ہوا ایک دسوین صدی کے اٹلی کے بشپ کے
الفاظ نقل کرتا ہے جسنے کہا تھا کہ اگر مین یہ چاہون کہ ان ناپاک لوگونکے خلاف جو کلیسیا کے عہدیدار ہین قوانین
کو عملدرآمد مین لاؤن تو سوائے چھوٹے چھوٹے بچونکے ایک آدمی بھی نہ رہیگا اور اگر اس قانون کو عملدرآمد مین لاؤن

جو ولد الزنا ہونیکے متعلق ہے تو لڑکے بھی خارج ہو جاوینگے (ص ۸۸-۸۹ ۲) کلیسیا نکاح سے اس نفرت کے سواہ آج کل بھی بعض فرقے موجود ہین جن مین سے ایک وہ فرقہ ہے جو شیکر کے نام سے موسوم ہے اس فرقے کا یہ اعتقاد ہے کہ "زن وشوی کے تمام تعلقات خواہ اولاد پیدا کرنیکی خاطر ہی ہون گناہ مین داخل ہین۔ اور نکاح کرنا شیطان کی تابعداری اختیار کرنا ہے" نکاح کے متعلق اس فاسد عقیدے کا یہ لازمی نتیجہ تھا کہ تعدد ازدواج کے خلاف نفرت اور بھی بڑھتی جاوے اور یہی وجہ ہے کہ باوجود خود کلیسیا کے تعدد ازدواج کی اجازت دینے اور اسپر عمل کرنیکے آج عیسائی دنیا کا یہ مذہبی عقیدہ ہوگیا ہے کہ تعدد ازدواج بری چیز ہے۔ یہی ایک مذہب ہے جس نے تعدد ازدواج کی ممانعت کو اپنے عقاید کا جزو قرار دیا ہے۔ باوجود اسکے ابتدائی عیسائیو مین اس قسم کا کھلا فسق وفجور ہوتا تھا۔ جیسا بعض ہندو فرقو مین ڈاکٹر فنٹ لکھتا ہے کہ "پہلے عیسائیون مین فرقو نکی تقسیم اتنی ہی تھی جتنی آج ہے انکے درمیان ایک فرقہ آدمیو نکا کہلاتا ہے جن کا یہ عقیدہ تھا کہ مسیح کی برکت سے ہم پھر آدم کی طرح ہو گئے ہین جب اس نے ابھی خلاف ورزی نہین کی تھی یہ لوگ بلا امتیاز مردون اور عورتونکے تعلقات کو ضروری سمجھتے تھے بلکہ اسطرح پر زناکاری کو اپنی نجات کا بھاری ذریعہ سمجھتے تھے۔ یہ فرقہ دو دفعہ بعد مین پھر زندہ ہوا۔ ایک دفعہ بارھوین صدی مین بمقام اینٹ ورپ اور دوسری دفعہ پندرھوین صدی مین جرمنی اور بوہیمیا مین۔ عیسائیت کے بعض اور فرقے جو دوسری صدی سے لے کر چھٹی صدی تک رہے اس بلا امتیاز خلط ملط کو صحیح سمجھتے تھے اور نکاح کرنا انکے عقیدہ کے رو سے برا تھا" (ص ۹۲)

النداء
من وحی السماء
یعنی
ایک زلزلہ عظیمہ کی نسبت پیشگوئی بار دوم
وحی الہی سے

۹- اپریل ۱۹۰۵ء کو پھر خدا تعالے نے مجھے ایک سخت زلزلہ کی خبر دی ہے جو نمونہ قیامت اور ہوش ربا ہوگا۔ چونکہ دو مرتبہ مکرر طور پر اس

لہ قرآن شریف مین اس نشان زلزلہ کی نسبت ایک صاف پیشگوئی سورۃ النازعات مین درج ہے سبحان اللہ تعالی نے فرشتونکی قسم کھا کر جو

علیم مطلق نے اس آیندہ واقعہ پر مجھے مطلع فرمایا ہے اس لیے مین یقین رکھتا ہون کہ یہ عظیم الشان حادثہ جو محشر کے حادثہ کو یاد دلادیگا دور نہیں ہے۔ مجھے خدائے عزوجل نے یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ دونون زلزلے تیری سچائی ظاہر کرنیکے لیے دو نشان ہین انہین نشانون کی طرح جو موسٰی نے فرعون کے سامنے دکھلائے تھے اور اس نشان کی طرح جو نوحؑ نے اپنی قوم کو دکھلایا تھا۔ اور یاد رہے کہ ان نشانون کے بعد ابھی بس نہین ہے بلکہ کئی نشان ایکدوسرے کے بعد ظاہر ہوتے رہین گے یہان تک کہ انسان کی آنکھ کھلے گی اور حیرت زدہ ہوکر کہیگا کہ یہ کیا ہوا چاہتا ہے ہر یک دن سخت اور پہلے سے بدتر آئیگا۔ خدا فرماتا ہے کہ مین حیرتناک کام دکھلاؤنگا اور بس نہین کرونگا۔ جبتک کہ لوگ اپنے دلون کی اصلاح نہ کرلین اور جس طرح یوسفؑ نبی کیوقتین ہوا کہ سخت کال پڑا۔ یہان تک کہ کھانیکے لیے درختون کے پتے بھی نہ رہے اسیطرح ایک آفت کا سامنا موجود ہوگا اور جیسا کہ یوسفؑ نے اناج کے ذخیرہ سے لوگون کی جان بچائی اسی طرح جان بچانیکے لیے خدا نے اس جگہ بھی مجھے ایک روحانی غذا کا مہتمم بنایا ہے جو شخص اس غذا کو سچے دل سے پورے وزن کے ساتھ کھائیگا مین یقین رکھتا ہون کہ ضرور اس پر رحم کیا جائیگا۔ بعض نادان کہتے ہین کہ پھر کئی لوگ احمدی جماعت مین سے طاعون سے کیون مرگئے۔ پس یاد رہے کہ ابتک ایک فرد بھی ہماری جماعت مین سے طاعون یا زلزلہ سے نہین مرا جسنے عملی حالت کو محبت کاملہ اور قوت ایمان اور پورے صدق وصفا اور دین کو مقدم رکھنے کے ساتھ جمع کیا ہو اور جس کو مین نے ان علامات کے ساتھ شناخت کرلیا ہو یا مجھ کو اس مرتبہ کی خبر دیگئی ہو۔ ہان چونکہ لاکھون انسان اس جماعت مین داخل ہوچکے ہین اور اکثر وہ ہین جو ایک بچہ کی طرح کمزور ہین اور ایسے بھی ہین جو کسی ابتلا کیوقت ثابت قدم بھی نہین رہ سکتے اور ایسے بھی ہین جو تھوڑے سے امتحان مین پڑکر مرتد ہونیکو تیار ہوتے ہین اور ایسے بھی ہین جو یہ اقرار کرکے جھوٹ بولتے ہین جو ہم نے دین کو دنیا پر مقدم کرلیا ہے حالانکہ ابھی تک وہ دنیا کے گند مین پڑے ہین۔ ہرگز دین کو دنیا پر مقدم نہین کیا دن رات مردار دنیا مین مبتلا اور اسی غم وہم مین گرفتار ہین اور ان کی عملی حالت اسی پر گواہی دے رہی ہے کہ انہون نے دین کو دنیا پر مقدم نہین کیا۔ ہرگز نہین کیا لیکن مین امیدر کھتا ہون کہ آہستہ آہستہ بڑی بڑی روحانی ترقی کرلیں۔ غرض ممکن نہین اور بالکل ممکن نہین کہ جس شرط پر مین لوگون کو بیعت مین داخل کرتا ہون اور جس راہ پر چلانا چاہتا ہون اس پر مضبوط پنجہ مارکر پھر بھی کوئی شخص مورد عذاب الٰہی ہو۔ ہان کمزوری کی حالت مین ان کے لیے طاعون سے فوت ہونا ایک شہادت ہے جو گناہ سے صاف کرکے انکو بہشت مین پہنچائیگی اور یہی خبر خدا نے مجھے دی تھی جس کو مین نے عام طور پر شایع کردیا تھا مگر لوگون نے جیسا کہ انکی عادت ہے اس الہام مین تحریف کرکے اپنی طرفسے یہ شائع کیا کہ گویا میرا یہ دعوے ہے کہ کوئی مرید میرا گو اسکی عملی یا ایمانی حالت کیسی ہی ہو طاعون سے نہین مریگا تعجب ہے کہ ہمارے مخالف لوگون مین افترا کی عادت کسقدر بڑھ گئی ہے اصل الہام جس سے مین نے یہ نتیجہ نکالا تھا کہ خدا تعالے ہر یک کامل الایمان اور کامل العمل کو جو ہماری جماعت مین سے ہوگا طاعون کی موت سے بچائیگا۔ یہ ہے:۔ الذین امنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم اولئک لھم الامن وھم مھتدون یعنے جن لوگون نے مجھے قبول کیا اور مجھپر ایمان لائے اور اپنے ایمان کو کسی ظلم اور قصور اور کسی نوع کے ایمانی یا عملی تاریکی یا نقص کے ساتھ مختلط نہین کیا وہ طاعون کے حملے سے امن مین رہین گے پس وحی سے کہان سے یہ ثابت ہے کہ جو لوگ اپنے اندر کچھ نقص اور ظلم رکھتے ہین یا کوئی ایمانی کمزوری وہ بھی اس وعدہ الٰہی کے نیچے داخل ہین۔ نعوذ باللہ من سوء الفھم وافراط الوھم —

میں ایسے چند لوگوں کو بھی جانتا ہوں جو پہلے اس جماعت میں داخل ہوئے تھے اور پھر مرتد ہو گئے اگر وہ اس جماعت میں رہ کر طاعون سے مر جاتے تو جلد باز اور ناواقف لوگ یہی کہتے کہ دیکھو اس جماعت کے یہ لوگ تھے جو طاعون سے مر گئے حالانکہ ان کے اندر ایک خبیث مادہ تھا جسکو خدا جانتا تھا اور لوگ نہیں جانتے تھے اور وہ اس پھوڑے کی طرح تھے جو اوپر سے بہت چمکتا ہو اور اندر بجز پیپ کے اور کچھ نہ ہو۔ ہاں خدا نے مجھے یہ خبر دے رکھی ہے کہ طاعون اس جماعت کی تعداد کو بڑھائیگی اور دوسرے مسلمانوں کی تعداد کو گھٹائیگی سو آخر پر دیکھ لینا چاہیئے کہ یہ پیشگوئی سچی نکلی یا جھوٹی۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ظلم کے سبب سے جو کیا گیا اور طاعون کے نشان کو دیکھ کر لوگ ہنسی سے پیش آئے یہ دوسرا نشان زلزلہ کا ظاہر ہوا جس کی خبر آج سے قریباً ایک برس پہلے اخبار الحکم اور البدر میں شایع کی گئی تھی اور پہلے اشتہار میں جو لکھا گیا کہ زلزلہ سے پانچ مہینہ پہلے الہام عفت الدیار محلھا ومقامھا ہوا تھا۔ وہ غلطی سے لکھا گیا تھا بلکہ مئی سنہ ۱۹۰۴ء میں ان دونوں اخباروں میں اس خوفناک زلزلہ کی خبر شایع ہوئی تھی ساتھ اسکے یہ بھی الہام تھا کہ "زلزلہ کا دھکا" اور عربی الہام مذکورہ بالا کا مفہوم یہ تھا کہ زلزلہ کیوقت جو مکان بطور سرائے کے ہونگے یا جو مستقل طور پر سکونت کے مکانات ہونگے وہ حادثہ زلزلہ سے نابود ہو جائینگے ان کا نام نشان نہ رہیگا اور پھر اشتہار الوصیت میں بھی زلزلہ سے پہلے شایع کیا گیا تھا کہ "ہوتا موتی کا واقعہ آنیوالا ہے" جس سے شور قیامت برپا ہوگا

غرض اے ناظرین آپ صاحبان بچشم خود دیکھ چکے ہیں کہ وہ پیشگوئی جو میں نے الحکم اور البدر میں شدید زلزلہ کے بارہ میں آج کی تاریخ سے ایک برس پہلے کی تھی وہ کس زور سے پوری ہوئی اور جو سخت حادثے کانگڑہ اور بھاگسو اور پالم پور اور سوجان پور وغیرہ اور دیگر مقامات جیسا کہ کلو اور رہلو میں ہوئے انکی تفصیل کی اس جگہ حاجت نہیں یہ ایک ایسی پیشگوئی تھی جس سے دلوں پر بہت اثر ہونا چاہیئے تھا۔ مگر میں نے سنا ہے کہ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ لاہور اور امرتسر میں اس پر بھی بہت ٹھٹھا کیا گیا خاص کر پیسہ اخبار کے ایڈیٹر نے اس ٹھٹھے سے بہت سا حصہ لیا اور ردّ کے طور پر لکھا کہ ایسے زلزلے ہمیشہ آتے ہیں اور جاپان میں بہت زلزلے آیا کرتے ہیں اس شخص نے دیدہ و دانستہ سچائی کا خون کرنا چاہا ہے۔ یہ تو سچ ہے کہ دنیا میں کوئی نئی بات نہیں نوح کے طوفان تک کا بھی پہلے ایک نمونہ گذر چکا ہے۔ مگر خدا تعالے جب کسی ایسے شدید حادثہ کی قبل از وقت خبر دے جو اس ملک کے رہنے والے اسکو ایک غیر معمولی واقعہ اور ایک ان ہونی بات خیال کرتے ہوں اور اپنے ملک میں انکے باپ دادوں نے اسکی نظیر نہ دیکھی ہو اور ایسا امر انکے ملک میں ظاہر ہو جو انکے خیال و گمان میں بھی نہ ہو وہ امر واقع ہو جائے اور وہ پیشگوئی پوری ہو جائے تو پھر بھی اسکو معمولی بات سمجھنا اگر ہٹ دھرمی نہیں تو اور کیا ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اس درجہ کا تعصب رکھنے والے اور دانستہ حق کو چھپانیوالے دنیا میں بہت کم ہونگے شاید ایڈیٹر صاحب پیسہ اخبار اس اپنی سیرۃ میں لاہور میں ایک ہی ہیں یا چند آدمی جو انگلیوں پر شمار ہو سکتے ہیں ان کے ہم مشرب ہوں +

بہر حال جبکہ پہلی پیشگوئی کو ڈرنیوالے دل کے ساتھ نہیں دیکھا گیا اور مجھ کو بقول پیسہ اخبار دکاندار یا افترا کے کاموں کا تاجر ٹھہرایا گیا ہے تو خدا تعالے نے چاہا کہ اب دوسرا نشان دکھاوے تا ماننے والوں پر اسکا رحم ہو اور توبہ کرنیوالے توبہ کر لیں اور نادان لوگ جو کئی منزلوں کی چھتوں کے نیچے سوتے ہیں وہ کسی اور جگہ ڈیرے لگا لیں اس وقت بجز توبہ کیا علاج ہے اس آنیوالے حادثہ کیلیے کوئی ڈیرہ کا بھی تجویز نہیں ہو سکتا ہے جس سے تسلّی ہو پس میں محض خیر خواہی مخلوق کیلیے ہمدردی سے بھرے ہوئے دل سے

ساتھ یہ اشتہار شایع کرتا ہون کہ جہانتک ممکن ہو اپنی اصلاح کرنی چاہئے کم سے کم ظلم اور تعدّی اور فسق و فجور اور ٹھٹھے اور ہنسی سے دستکش ہوجانا چاہئے بہتر ہے کہ ہر ایک شخص اپنا صدقہ دے اور اگر قربانی بھی کرے تو بہتر ہے اور ٹھٹھے والی مجلسون سے الگ ہوجائے یاد رہے کہ اگر کسی کا مذہب اور عقیدہ نا راستی پر ہے مگر وہ ٹھٹھے کرنیوالی مجلسون مین نہین بیٹھتا اور بدزبانی کرنیوالونکی ہان مین ہان نہین ملاتا اور فسق و فجور اور ظلم و تعدی اور ہر ایک قسم کی شرارتون سے اور جھوٹی گواہیون اور ناحق کے خون اور چوری سے دستکش ہے اور غریبانہ اور مسکینی اور شرافت سے گذارہ کرتا ہے وہ اگرچہ بباعث اپنی مذہبی غلطی کے روز آخرت مین مواخذہ کے لایق ہوگا مگر دنیا مین خدا تعالے جو کریم و رحیم ہے دوسرونکی نسبت اسپر رحم کرے گا بشرطیکہ شریر جماعتونکے ساتھ اسکا پیوند اور تعلق نہ ہو۔ خوب یاد رکھو کہ جن قومونکو خدا تعالے نے اس سے پہلے عذاب مین مبتلا کیا تھا جیسا کہ نوحؑ کی قوم اور فرعون کی قوم اور لوطؑ کی قوم وہ اس لیے ہلاک نہین کی گئی تھین کہ محض مذہبی اختلاف درمیان تھا بلکہ وہ اپنی شوخیون اور شرارتونکی وجہ سے ہلاک کی گئی تھین۔ نوحؑ کی قوم نے نہ صرف حضرت نوح کو مفتری سمجھا بلکہ دن رات ٹھٹھا ہنسی ان کا پیشہ ہوگیا اور فرعون اور اس کی قوم نے پہلے سے زیادہ بنی اسرائیل پر ظلم کرنا شروع کیا اور لوطؑ کی قوم نے فسق و فجور مین جبر تک نوبت پہنچائی اور جب انکو سمجھایا گیا تو لوطؑ اور اسکے اصحاب کی نسبت انہون نے اپنے رفیقونکو وہ کہا جو قرآن شریف مین درج ہے۔ اخرجوھم من قریتکم انھم اناس یتطھرون یعنی ان لوگونکو اپنے گاؤن سے باہر نکالو یہ تو طہارت اور تقوے کے لیے پھرتے ہین یعنی ہمارے مخالف اور ہماری راہین اور باتین کرنے والے ہین پس خدا کا غضب ان قومون پر بھڑکا اور انکو صفحہ زمین سے نابدید کر دیا۔ پس کیا تم ان لوگون سے زیادہ سخت ہو یا تمہارے پاس خدا تعالے سے مقابلہ کا کچھ سامان موجود ہے اور انکے پاس موجود نہ تھا اور یا تم عذاب سے بری کیے گئے ہو اور یا خدا تعالے مین اب وہ عذاب دینے کی قوت نہین جو پہلے تھی مین سچ سچ کہتا ہون کہ اس آنیوالے نشان کے بعد جو مجھکو قبول کریگا اسکا ایمان **قابل عزت نہین** جیسے کان مین سُنے۔ خدا تعالے فرماتا ہے کہ میرا غضب زمین پر بھڑکا ہے کیونکہ **زمین والون نے میری طرف سے منہ پھیر لیا ہے**۔ پس جب ایک انسانی سلطنت عدول حکمی سے ناراض ہوجاتی

له آیت قرآنی وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا سے صاف ظاہر ہے کہ اس قسم کے قہری عذاب کے نازل ہونے سے پہلے خدا کیطرف سے کوئی رسول ضرور مبعوث ہوتا ہے جو خلقت کو آنیوالے عذاب سے ڈراتا ہے اور یہ عذاب اسکی تصدیق کیواسطے قہری نشانات ہوتے ہین اسوقت خدا کا ایک رسول تمہارے درمیان ہے جو مدت سے تمکو ان عذابونکے آنیکی خبر دے رہا ہے پس سوچو اور

*: درحقیقت اس حادثہ مین اس عادة اللہ کی مثال ڈپٹی عبد اللہ آتھم اور پنڈت لیکھرام ہین۔ عبد اللہ آتھم نے پیشگوئی کو سنکر کوئی شوخی نہین دکھلائی تھی بلکہ روتا رہا اسلیے خدا نے جو رحیم و کریم خدا ہے اسکی میعاد مین تاخیر ڈالدی جیسا کہ پہلے الہام مین اسکا وعدہ تھا مگر لیکھرام نے شوخی دکھلائی اور پیشگوئی کو سنکر بدزبانی مین بہت بڑھ گیا اور ہر مجلس مین گالیان دینا اپنا شیوہ اختیار کر لیا اسلیے غیور خدا نے اسکی اصل میعاد بھی پوری نہ ہونے دی اور ابھی پانچ برس ہی گذرے تھے جو اپنی سزا کو پہونچگیا اور وہی زبان کی چھری دوسرے

رنگ مین اسکو لگ گئی۔ منہ

ہے اور ہولناک سزا دیتی ہے پھر خدا کا غضب کیسا ہوگا پس توبہ کرو کہ دن نزدیک ہین اور اس بارہ مین جو عربی مین مجھے وحی الٰہی ہوئی اس جگہ مین اس کو معہ ترجمہ لکھ کر اس اشتہار کو ختم کرتا ہون اور وہ یہ ہے۔ **بخور آنچہ ترا بخورانم** + لک درجۃ فی السّمآء و فی الذین ھم یبصرون + نزلت لک لک نری ایاتٍ و نھدم ما یعمرون + قل عندی شہادۃ من اللہ فھل انتم مومنون۔ کففت عن بنی اسرآئیل + ان فرعون وھامان و جنودھما کانوا خاطئین + انی مع الافواج اٰتیک بغتۃً + یعنی جو کچھ مین تجھے کھلاتا ہون وہ کھا تیرا آسمان پر ایک درجہ ہے اور نیز ان مین درجہ ہے جو آنکھیں رکھتے ہین اور دیکھتے ہین اور مین تیرے لیے زمین پر اترونگا تا اپنے نشان دکھلاؤن ہم تیرے لیے زلزلہ کا نشان دکھلائینگے اور وہ عمارتین جن کو غافل انسان بناتے ہین یا آیندہ بنائینگے گرا دینگے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک زلزلہ نہین بلکہ کئی زلزلے ہونگے جو عمارتونکو وقتاً فوقتاً گرائینگے اور پھر فرمایا کہ مین تیری جماعت کے لوگونکو جو مخلص ہین اور بیٹون کا حکم رکھتے ہین بچاؤنگا۔ اس وحی مین خدا تعالے نے مجھے اسرائیل قرار دیا اور مخلص لوگونکو میرے بیٹے اس طرح وہ بنی اسرائیل ٹھہرے۔ اور پھر فرمایا کہ مین آخر کو ظاہر کر دونگا کہ فرعون یعنی وہ لوگ جو فرعون کی خصلت پر ہین اور ہامان یعنی وہ لوگ جو ہامان کی خصلت پر ہین اور ان کے ساتھ کے لوگ جو ان کا لشکر ہین یہ سب خطا پر تھے۔ اور پھر فرمایا کہ مین اپنی تمام فوجونکے ساتھ یعنی فرشتونکے ساتھ نشانونکے دکھلانیکے لیے ناگہانی طور پر تیرے پاس آؤنگا یعنی اسوقت جب اکثر لوگ باور نہین کرینگے اور ٹھٹھے اور ہنسی مین مشغول ہونگے اور بالکل کام سے بیخبر ہونگے تب مین اس نشان کو ظاہر کر دونگا کہ جس سے زمین کانپ اٹھے گی تب وہ روز دنیا کیلیے ایک ماتم کا دن ہوگا۔ مبارک وہ جو ڈرین اور قبل اسکے جو خدا کے غضب کا دن آوے توبہ سے اسکو راضی کر لین کیونکہ وہ حلیم اور کریم اور غفور اور تواب ہے جیسا کہ وہ شدید العقاب بھی ہے۔

یاد رہے کہ ان دونون زلزلونکا ذکر میری کتاب براہین احمدیہ مین بھی موجود ہے جو آج سے پچیس برس پہلے اکثر ممالک مین شائع کی گئی تھی اگرچہ اسوقت اس خارق عادت بات کیطرف ذہن منتقل نہ ہو سکا لیکن اب ان پیشگوئیون پر نظر ڈالنے سے بدیہی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ وہ آیندہ آنیوالے زلزلونکی نسبت پیشگوئیان تھین جو اسوقت نظر سے مخفی رہ گئین چنانچہ یہی پیش گوئی ان مین سے براہین کے صفحہ ۵۱۶ مین موجود ہے جسکی عبارت یہ ہے۔ فبرّاہ اللہ مما قالوا وکان عند اللہ وجیھا الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ فلمّا تجلّٰی ربّہ للجبل جعلہ دکًّا واللہ موھن کید الکٰفرین یعنے خدا اپنے اس بندہ کو ان تہمتون اور بہتانونسے بری کریگا جو اسپر لگائے جائینگے وہ خود اپنے بندہ کیلیے کافی ہے۔ پس جب خدا پہاڑ پر تجلی کریگا تو اسکو پارہ پارہ کر دیگا اور جو کچھ مخالف لوگ ناحق کے الزامون مین مبتلا کرنا چاہین گے ان کے سب مکر سست کر دیگا اب چونکہ انہین دنون مین مخالف لوگ طرح طرح کی تہمتین لگانے مین حد سے بڑھ گئے ہین اور اسی زمانہ مین خدا نے زلزلہ شدیدہ کی مجھے ایک برس پہلے خبر دی چنانچہ مطابق اسکے پہاڑ و نپر زلزلہ کی سخت آفت آئی لہٰذا اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس جگہ پہاڑونکے پارہ پارہ کرنیسے مراد یہ زلزلہ تھا جسکی الحکم وغیرہ مین ایک برس

پہلے خبر دیگئی- دوسری پیشگوئی براہین احمدیہ مین زلزلہ کے بارہ مین یہ ہے + مین اپنی چمکار دکھلاؤن گا- اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤن گا- دنیا مین ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملون سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا- الفتنۃ ھٰھنا فاصبر کما صبر اولوا العزم فلمّا تجلّٰی ربّہ للجبل جعلہ دکًّا قوۃ الرّحمٰن لعبید اللّٰہ الصمد..... عربی کا ترجمہ یہ ہے- کہ خدا فرماتا ہے کہ ان دنون مین تیرے پر ایک فتنہ برپا کیا جائیگا- پس خدا تجھے بری کرنیکے لیے ایک نشان دکھائیگا اور وہ یہ کہ پہاڑ پر اسکی تجلی ہوگی اور وہ پہاڑ کو پارہ پارہ کر دیگا یہ خدا کی قوت سے ہوگا تا وہ اپنے بندہ کیلیے نشان دکھاوے- دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۷ اور پھر رسالہ **آمین** مین جو مطبع ضیاء الاسلام قادیان مین چھپکر ۱۹۰۱ء مین شایع ہوا تھا یہی خبر نظم مین دیگئی تھی اور وہ شعر یہ ہین

کرو توبہ کہ تا ہو جائے رحمت + دکھاؤ جلد تر صدق و انابت + کھڑی ہے سر پہ ایسی ایک ساعت + کہ یاد آجائیگی جس سے قیامت

مجھے یہ بات مولے نے بتادی + فسبحٰن الذی اخزی الاعادی

اب سنو ایعزیزو! کہ آج مینے تبلیغ کا حق ادا کر دیا- اب چاہو ٹھٹھا کرو گالیان دو تہمتین لگاؤ اور مفتری نام رکھو اور چاہو تو قبول کرو مینے قبل از وقت بتادیا اے بدقسمتو! تم آنیوالے عذاب سے بھاگ نہین سکتے خدا برحق ہے اور اسکے وعدے برحق والسلام علے من اتبع الہدٰے- (راقم خاکسار مرزا **غلام احمد قادیانی**) ۲۱- اپریل ۱۹۰۵ء

زلزلہ کی خبر بار سوم

آج ۲۹- اپریل ۱۹۰۵ء کو پھر خدا تعالے نے مجھے دوسری مرتبہ کے زلزلہ شدیدہ کی نسبت اطلاع دی ہے- سو مین محض ہمدردی مخلوق کیلیے عام طور پر تمام دنیا کو اطلاع دیتا ہون کہ یہ بات آسمان پر قرار پا چکی ہے کہ ایک شدید آفت سخت تباہی ڈالنے والی دنیا پر آویگی جس کا نام خدا تعالے نے بار بار زلزلہ رکھا ہے- مین نہین جانتا کہ وہ قریب ہے یا کچھ دنون کے بعد خدا تعالے اسکو ظاہر فرماوے گا مگر بار بار خبر دینے سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ بہت دور نہین ہے- یہ خدا تعالیٰ کی خبر اور اسکی خاص وحی ہے جو عالم الاسرار ہے- اسکے مقابل پر جو لوگ یہ شایع کر رہے ہین کہ کوئی سخت زلزلہ آنیوالا نہین ہے وہ اگر منجم ہین یا کسی اور علمی طریق سے اٹکلین دوڑاتے ہین وہ جھوٹے ہین اور لوگون کو دھوکہ دیتے ہین- درحقیقت یہ سچ ہے اور بالکل سچ ہے کہ وہ زلزلہ اس

[1] پہلے اکثر مسلمان جو اپنی غلط فہمی سے حضرت عیسٰے کو آسمان سے اتار رہے تھے وہ بات صحیح نہ تھی- بلکہ خدا تعالے کیطرف سے مسیح ہوکر آنیوالا یہی راقم تھا- لیکن ان لوگون کا کچھ قصور نہین کیونکہ قبل از وقوع کسی پیشگوئی کے معنے کرنے مین عوام تو ایکطرف بعض اوقات انبیاء بھی اجتہادی غلطی کر بیٹھتے ہین بعد اسکے پیشگوئی کے وقوع کے وقت معنے کھلجاتے ہین +

ملک پر آنیوالا ہے جو پہلے کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور نہ کسی کان نے سُنا اور نہ کسی دل میں گذرا۔ بجز توبہ اور دل کے پاک کرنیکے کوئی اسکا علاج نہیں۔ کوئی ہے جو ہماری اس بات پر ایمان لائے؟ اور کوئی ہے جو اس آواز کو دل لگا کر سُنے؟ یہ بھی ملک کی بدقسمتی ہے جو خدا کے کلام کو ٹھٹھے اور ہنسی سے دیکھتے ہیں اور انکے دل ڈرتے نہیں خدا فرماتا ہے کہ میں چھپ کر آؤنگا۔ میں اپنی فوجوں کے ساتھ اُس وقت آؤنگا کہ کسی کو گمان بھی نہ ہوگا کہ ایسا حادثہ ہونیوالا ہے۔ غالباً وہ صبح کا وقت ہوگا یا کچھ حصّہ رات میں سے یا ایسا وقت ہوگا جو اس سے قریب ہے۔ پس اے عزیزو! تم جو خدا تعالےٰ کی وحی پر ایمان لاتے ہو ہوشیار ہو جاؤ اور اپنی توبہ کے جامہ کو خوب پاک اور صاف کر دو کہ خدا تعالےٰ کا غضب آسمان پر بھڑکا ہے وہ چاہتا ہے کہ دنیا کو اپنا چہرہ دکھاوے بجز توبہ کے کوئی پناہ نہیں۔ ہلاک ہو گئے وہ لوگ جنکا کام ٹھٹھا اور ہنسی ہے جو گناہ اور معصیت سے باز نہیں آتے اور انکی مجلسیں ناپاکی اور غفلت سے بھری ہوئی ہیں اور انکی زبانیں مردار سے بدتر ہیں وہ بار بار کی شوخیوں سے خدا تعالےٰ کے غضب کو بھڑکاتے ہیں۔ وہ دلوں کے اندھے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ اس روز میں ان پر رحم کرونگا جنکے دل مجھ سے ترسان اور ہراسان ہیں جو نہ بدی کرتے ہیں اور نہ بدی کی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں اور خدا نے یہ بھی فرمایا کہ اس روز تیرے لیے فتح نمایاں ظاہر ہوگی۔ کیونکہ خدا اس روز وہ سب کچھ دکھلائیگا جو قبل از وقت دنیا کو سنایا گیا۔ خوش قسمت وہ جو اب بھی سمجھ جائے۔ یاد رہے کہ خدا کا غیب نہایت عمیق در عمیق ہوتا ہے۔ بجز ان خدا کے مرسلوں کے جو جناب الٰہی میں برگزیدہ ہوتے ہیں اور کسی پر نہیں کھلتا اور کسیکو اس خالص غیب کی اطلاع نہیں دیجاتی۔ پس مجھے خدا تعالےٰ نے اطلاع دی ہے تا وہ جو خدا تعالےٰ کو شناخت نہیں کرتے اور نہ مجھ کو۔ انکو تنبیہ کیجائے۔ میں محض ہمدردی کی راہ سے یہ بھی کہتا ہوں کہ اگر لوگ بڑے بڑے مکانوں سے جو دو منزلے سہ منزلے ہیں اجتناب کریں تو اس میں رعایت ظاہر ہے۔ آیندہ انکا اختیار۔ والسلام۔ المشتہر مرزا غلام احمد قادیانی۔ ۲۹- اپریل ۱۹۰۵ء بروز شنبہ۔

ضروری گذارش لائق توجہ گورنمنٹ +

یہ عجیب زمانہ ہے کہ ہمدردی کی بھی ناشکری کیجاتی ہے بعض اخبار والے خاصکر پیسہ اخبار لاہور اس بات سے

+ ہماری جماعت کے ہر ایک ذی مقدرت اور گورنمنٹ کے ہر ایک خیر خواہ کا فرض ہے کہ وہ ان اغلاط کو دور کرنے اور شریر لوگوں کے دھوکہ کے ازالہ کیلئے جو ناحق میرے اشتہارات کے الٹے معنے کرکے سادہ لوگوں کو تشویش میں ڈالتے ہیں اور گورنمنٹ کو بھی عمداً دھوکا دیتے ہیں کسی قدر اپنے طور پر بھی اشتہار بلفظہٖ چھاپ کر اپنے گرد و نواح میں اور دور و نزدیک میں شائع کر دیں تا مستحق ثواب ہوں اور لوگوں کی غلط فہمی دور ہو جائے۔

بہت ناراض ہوئے ہیں کہ میں نے دوسرے زلزلہ کی خبر کیوں شایع کی ہے حالانکہ انکو خوب معلوم ہے کہ جو کچھ میں نے شایع کیا وہ بدنیتی سے نہیں ہے اور کسیکو آزار دینا اور تشویش میں ڈالنا میرا مقصد ہے میں نے پہلے اس سے سنہ ۱۹۰۴ء میں ایک زلزلہ شدیدہ کی خبر شایع کی تھی جس کا یہ مضمون تھا کہ ایک زلزلہ سخت آنیوالا ہے جو ہولناک ہوگا اور پھر میں نے اُسی زلزلہ کے بارہ میں مئی سنہ ۱۹۰۴ء میں بذریعہ اخبار شایع کیا کہ وہ زلزلہ آنیوالا ایسا ہوگا کہ جس سے ایک حصہ ملک کا تباہ ہو جائیگا اور بڑی بڑی عمارتیں گرینگی اور جو عارضی طور پر فرودگاہیں ہیں وہ بھی گرینگی اور جو مستقل سکونت کی عمارتیں ہیں وہ بھی نابود ہو جائیں گی اور اس زمانہ سے پچیس برس پہلے بھی میں نے اپنی کتاب براہین احمدیہ میں یہی زلزلہ کی خبر دی تھی اور لکھا تھا کہ اس سے پہاڑ پھٹ جائیں گے اور بڑی آفت پیدا ہوگی اور جب وہ پیشگوئی ۴ اپریل سنہ ۱۹۰۵ء کو پوری ہوگئی اور بندگان خدا کا وہ نقصان ہوا جس کی تحریر کرنیکی حاجت نہیں تب مجھے اس حادثہ سے اسقدر صدمہ پہنچا کہ جسکے بیان کرنیکے لیے الفاظ نہیں اور میں خیال کرتا ہون کہ بہت کم ایسے لوگ ہونگے جنکو میری مانند ملک کی اس تباہی کا صدمہ پہنچا ہو کیونکہ اس زلزلہ کے بعد مجھے بار بار یہ خیال آیا کہ میںنے بڑا گناہ کیا کہ جیسا کہ حق شایع کرنیکا تھا اس پیش گوئیکو شائع نہ کیا کیونکہ وہ پیشگوئی صرف اردو کے دو اخبار اور دو رسالون میں شائع ہوئی تھی اور یہ بھی فروگذاشت ہوئی ہے کہ عربی پیش گوئی کا ترجمہ بھی نہیں ہوا تھا اور یہ بھی بڑی غلطی ہوئی کہ انگریزی اخبارون میں اس کو شائع نہیں کیا گیا تھا اگرچہ میں اس وقت جانتا تھا کہ میرا لکھنا دلونکو ایک واجبی احتیاط کی طرف مصروف نہیں کریگا کیونکہ قوم میری باتون کو بدظنی سے دیکھتی ہے اور ہر ایک بھلائی کی بات جو میں پیش کرتا ہون بجز گالیان سننے کے میں اس کا کوئی صلہ نہیں پاتا تاہم میرے دل کو اس غم نے سخت گھیرا کہ جو خبر مجھے پہلے سے بہت صفائی سے خدائے علیم وحکیم کیطرف سے ملی تھی میں نے اسکی پورے طور پر اشاعت نہ کی اور اگر میں پورے طور پر اشاعت کرتا اور بار بار متنبہ کرتا تو ممکن تھا کہ اس پر کاربند ہو کر بعض جانیں بچ جاتیں چنانچہ جس قدر میری جماعت میں سے دھرم سالہ اور کانگڑہ اور کلو وغیرہ میں لوگ رہتے تھے یا ملازم تھے ایک بھی ان میں سے ضائع نہیں ہوا اسکی وجہ یہی ہوگی کہ وہ زلزلہ کی خبر کو پہلے سے یاد رکھتے ہونگے اور حتی الوسع اپنی باطنی اصلاح بھی کی ہوگی میں اسی غم اور پریشانی میں تھا کہ یکدفعہ پھر مجھے خدا تعالی کیطرف سے خبر ملی کہ ایک زلزلہ اور آنیوالا ہے جو قیامت کا نمونہ ہوگا اس خبر کو سنتے ہی میرے بدن پر لرزہ پڑ گیا اور میرے دل کی وہ حالت ہوئی جسکو میرا خدا جانتا ہے۔ اور جیسا کہ میں لکھ چکا ہون میں پہلے سے بہت شرمندہ تھا کہ میں نے زلزلہ کی پہلی خبر کو کماحقہ کیون شائع نہ کیا اور کیون بنی نوع کی پوری ہمدردی نہ کی۔ اب دوسرے زلزلہ کی خبر پاکر میرا دل اس بات کیلیے بے اختیار ہوگیا کہ پہلی فروگذاشت کا اب تدارک کرون اسی غرض سے میں نے تین اشتہار شائع کیے تا لوگون کو متنبہ کرون[1] کہ حتی المقدور اپنے اعمال کی اصلاح کریں اور جہانتک ممکن ہو ایسی عمارتون سے

[1] اس کے واسطے کوئی تاریخ معین نہیں ہے کیونکہ خدا تعالی نے کوئی خاص تاریخ میرے پر ظاہر نہیں فرمائی۔ بعض لوگون کو غلطی لگی ہے کہ ہم نے ۱۱ سے ۱۴ مئی مقرر کی تھی۔ مگر یہ بالکل جھوٹ ہے ہمنے کوئی تاریخ نہیں لکھی ایسی پیشگوئیون میں عموماً یہی سنت اللہ ہے چنانچہ انجیل میں بھی

بچین جو دو منزل سہ منزل ہیں اور ابھی دفعہ میںنے پہلی فروگذاشت کو پورا کرنیکے لیے کئی ہزار اشتہار شایع کیے اور اخبار ونمیں بھی یہی مضمون
شایع کرایا اور پایونیر وغیرہ انگریزی اخبار ونمیں بھی شایع کرادیا بلکہ اس اطلاع کیلیے ایک چٹھی بخدمت جناب لفٹنٹ گورنر بہادر اور ایک چٹھی
جناب نواب لارڈ کرزن وایسرائے بالقابہ کیخدمت میں بھیجی گئی اور ابھی میں اس بات کیطرف متوجہ ہوں کہ یا تو خدا تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے
اس گھڑی کو ٹالدے اور مجھے اطلاع دے اور یا پورے طور پر بقید تاریخ اور روز اور وقت اس آنیوالے حادثہ سے مطلع فرماوے کیونکہ وہ ہر ایک
بات پر قادر ہے۔ اب ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ کسی بدنیتی یا دلآزاری یا ستانے کیلیے میںنے یہ کام نہیں کیا اور جس آنیوالے زلزلہ سے میںنے
دوسرونکو ڈرایا اُس سے پہلے میں آپ ڈرا اور ابتک قریباً ایکماہ سے میرے خیمے باغ میں لگے ہوئے ہیں میں واپس قادیان میں نہیں گیا کیونکہ
مجھے معلوم نہیں کہ وہ وقت کب آنیوالا ہے میںنے اپنے مریدونکو بھی اپنے اشتہارات میں بار بار یہی نصیحت کی کہ جسکی مقدرت ہو اسے
ضروری ہے کہ کچھ مدت خیمونمیں باہر جنگل میں رہے اور جو لوگ بے مقدرت ہیں وہ دعا کرتے رہیں کہ خدا اس بلا سے ہمیں بچاوے پس میری
نیک نیتی پر اس سے زیادہ کون گواہ ہو سکتا ہے کہ اسی خیال سے میں مع اہل و عیال اور اپنی تمام جماعت کے جنگل میں پڑا ہوں اور
جنگل کی گرمی کو برداشت کر رہا ہوں حالانکہ قادیان طاعون سے بالکل پاک صاف ہے مگر جس بات سے خدا نے ڈرایا اس سے ڈرنا
لازم ہے اور جس ضرر کا یقین ہے اس سے بنی نوع کو ڈرانا بھی شرائط ہمدردی میں داخل ہے اگر میں دیکھوں کہ کسی گھر کے کسی حصہ کو
آگ لگنے کو ہے اور گھر کے لوگ خواب میں ہیں ان کو کچھ خبر نہیں اور میں ان کو اطلاع نہ دوں کہ وہ تشویش میں پڑیں گے تو میں ایک سخت
گناہ کا مرتکب ہونگا۔ یہ بھی یاد رہے کہ کسی کمزور بنا پر یہ پیشگوئی نہیں کیگئی ہے بلکہ اگر حکام کیطرف سے کبھی میرے اس دعویٰ کی پڑتال
ہو تو کم سے کم ہزار پیشگوئی ایسی ثابت ہوگی جو وہ سچی نکلی پس جبکہ میں صدہا پیشگوئیوں کی سچائی کے تجربہ سے اسبات کے باور کرنیکے
لیے ایک بھاری ثبوت اپنے پاس رکھتا ہوں کہ جو کچھ خدا نے مجھے فرمایا ہے سچ ہے تو پھر اس سے لوگونکو متنبہ نہ کرنا ایک ظلم تھا کیونکہ یہ
ایک زلزلہ کی پیشگوئی قطعی نہیں بلکہ شرطی ہے ہر ایک شخص جو نیک چلنی اختیار کریگا وہ بچایا جائیگا پس ایسے شخص کو کیا غم ہے
جو اپنے چال چلن کی درستی رکھتا ہے ہاں وہ بدمعاش لوگ جو اپنا پیشہ بدکاری حرامخواری خونریزی وغیرہ رکھتے ہیں البتہ
ایسے اشتہاروں سے وہ تشویش میں پڑینگے سو انکی تشویش کی نہ خدا کو پروا ہے اور نہ گورنمنٹ کو اگر انکو خوش رکھنا مقصود ہوتا
تو انسانی گورنمنٹیں ان کے لیئے جیلخانے کیوں تیار کرتیں +

ص صرف یہ لکھا ہے کہ زلزلے آوینگے مگر تاریخ مقرر نہیں ہے مجھے ابتک قطعی طور پر یہ بھی معلوم نہیں کہ اس زلزلہ سے درحقیقت ظاہری زلزلہ مراد
ہے یا کوئی اور شدید آفت ہے جو زلزلہ کا رنگ اپنے اندر رکھتی ہے بہرحال اس سے خوف کرنا لازم اور احتیاط رکھنا ضروری سمجھکر میں ابتک خیمونمیں
باہر جنگل میں گذارہ کرتا ہوں اور خیمونکے خریدنے اور عمارتونکے بنانے میں ایکہزار روپیہ کے قریب ہمارا خرچ بھی ہوچکا ہے اور اسقدر حرج کون اٹھا
سکتا ہے بجز اسکے کہ جو سچے دل سے ایک آنیوالے حادثہ پر یقین رکھتا ہے مجھے بعد میں زلزلہ کی نسبت یہ بھی الہام ہوا تھا "پھر بہار آئی
خدا کی بات پھر پوری ہوئی" مجھے اسپر غور کرنیسے اجتہادی طور پر خیال گذرتا ہے کہ ظاہر الفاظ وحی الٰہی کے یہ چاہتے ہیں کہ یہ پیشگوئی بہار
کے ایام میں پوری ہوگی۔ شاید ان تحریکات کیلئے بہار کے ایام کو کچھ خصوصیت ہو اور ممکن ہے کہ اس وحی کے اور معنی ہوں اور بہار سے مراد کچھ اور ہو منہ

میری سمجھ مین نہین آتا کہ یہ کس قسم کی بدظنی ہے جو مخالف لوگ مجھ پر کرتے ہین وہ کہتے ہین کہ ہمین اپنے اشتہار نے تشویش مین ڈالدیا ہے مین نہین سمجھ سکتا کہ یہ کیسی تشویش ہے مین منجم ہونیکا دعوے نہین کرتا نہ مجھے علم جیالوجی کی مہارت کا کوئی دعوے ہے صرف یہ دعوے ہے کہ مین خدا تعالی کی طرف سے وحی پاتا ہون مگر اس دعوے کے یہ لوگ سخت منکر ہین اور اسی بنا پر مجھے کافر اور دجال کہتے ہین اور اسی بنا پر یہ لوگ میری تکذیب کر رہے ہین ان لوگون نے ہزارہا اشتہار میری نسبت شائع کیے ہین کہ اس دعوی مین یہ شخص جھوٹا ہے بلکہ اس قدر لعنتون اور گالیون سے بھرے ہوئے میری نسبت دنیا مین اشتہار شایع کر چکے ہین جنسے کم سے کم دس کوٹھے بھر سکتے ہین تو پھر کیا کوئی سمجھ سکتا ہے کہ میری ایسی پیشگوئیوں سے وہ ڈرتے ہون جو شخص انکے نزدیک جھوٹا ہے اس سے ڈرنے کے کیا معنے٭ اگر مجھے بندگان خدا کی سچی ہمدردی مجبور نہ کرتی تو مین ایک ورق بھی شایع نہ کرتا مگر پہلی پیشگوئی کا بڑے زبردست طور سے پورا ہونا اور ہزارہا جانون کا نقصان ہونا مجھے کھینچکر اسطرف لایا کہ مین

٭ (نوٹ) اس جگہ نمونہ کے طور پر مخالفین مین سے ایک کا اشتہار نقل کیا جاتا ہے جس سے ظاہر ہوگا کہ ہماری پیشگوئیوں کی جب اس طرح تکذیب کیجاتی ہے تو پھر یہ پیشگوئیان کیسکے واسطے تشویش کا موجب نہین ہین اور نہ لوگ اس سے ڈرتے ہین۔ بلکہ اسپر ٹھٹھے اڑاتے ہین۔ چنانچہ ایک تازہ اشتہار کی کچھ عبارت ہم اسجگہ بطور نمونہ کے نقل کرکے دکھلاتے ہین کہ ایسے مخالفین پر ہماری پیشگوئیوں کا کیا اثر پڑ سکتا ہے

اور وہ عبارت یہ ہے

مین آج ۶ مئی ۱۹۰۵ء کو اس امر کا بڑے زور اور دعوے سے اعلان کرتا ہون اور تمام لوگونکو اسبات کا یقین دلاتا ہون اور خوفناک اور سہمے ہوئے دلونکو اطمینان اور تسلی دیتا ہون کہ قادیانی نے ۵-۸-۲۱-اور ۲۹-اپریل ۱۹۰۵ء کے اشتہارون اور اخبارون مین جو لکھا ہے کہ ایک ایسا سخت زلزلہ آئیگا جو ایسا شدید اور خوفناک ہوگا کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا۔ مگر مسٹر قادیانی زلزلہ کے آمد کی تاریخ یا وقت نہین بتاتا۔ مگر اس امر پر بہت زور دیتا ہے کہ زلزلہ ضرور آئیگا اسلیئے مین اُن بھولے بھالے سادہ لوح آدمیونکو جو قادیانی کی صرف لفاظیون اور اخباری رنگ آمیزیوں سے خوفناک ہو رہے ہین۔ بڑے زور سے اطمینان اور تسلی دیتا ہوا خوشخبری سناتا ہون کہ خدا کے فضل و کرم سے شہر لاہور وغیرہ مین یہ قادیانی زلزلہ ہرگز نہین آئیگا! نہین آئیگا!! اور نہین آئیگا!!!۔ اور آپ ہر طرح اطمینان اور تسلی رکھین۔ مجھے یہ خوشخبری حقیقی نور الہی اور کشف کے ذریعہ سے دیگئی ہے جو انشاء اللہ بالکل ٹھیک ہوگی۔ مین پھر رسہ کر رکھتا ہون اور اس نور الہی سے جو مجھے بذریعہ کشف دکھلایا گیا ہے مستفیض ہوکر اور اسکے اعلان کی اجازت پاکر ڈنکے کی چوٹ کہتا ہون کہ قادیانی ہمیشہ کی طرح اس زلزلہ کی پیشین گوئی مین بھی ذلیل اور رسوا ہوگا اور خداوند تعالے حضرت خاتم المرسلین شفیع المذنبین کی طفیل سے اپنی گنہگار مخلوق کو اپنے دامن عاطفت مین رکھکر اس نارسیدہ آفت سے بچا لیگا۔ اور کسی فرد بشر کا بال تک بینکا نہ ہوگا+

ملا محمد بخش حنفی سکرٹری انجمن حامی اسلام لاہور

٭٭ اسی پیشگوئی کے متعلق جو زلزلہ ثانیہ کی نسبت شایع ہو چکی ہے آج ۲۲-مئی ۱۹۰۵ء کو بوقت ۵ بجے صبح خدا تعالی کیطرف سے یہ وحی ہوئی۔ صدقت الرؤیا انا کذالک نجزی المتصدقین یعنی زلزلہ کی نسبت تیرے دیکھے ہوئے کو ہمنے سچا کرکے دکھلایا۔ اور اسی طرح ہم صدقہ دینے والونکو جزا دیتے ہین)۔ منہ۔

دوسری پیش گوئی کے شایع کرنے مین کوتاہی نہ کرون اور کما حقہ شایع کردون بعض نے میری نسبت خط لکھے کہ تو جھوٹا ہے ہم چاہتے
ہین کہ تجھے قتل کردین لیکن اگر میرے اشتہارون سے کچھ لوگ احتیاط پر کاربند ہوجائین اور اپنی کچھ اندرونی اصلاح کرلین اور انکی جانین
بچ جائین تو میری جان کیا چیز ہے کیا مجھے کبھی مرنا نہین یا اپنی جان سے ایسی محبت رکھتا ہون کہ بنی نوع کی ہمدردی بھی چھوڑ دون
اور بعض نادان کہتے ہین کہ یہ اشتہار اس غرض سے لکھے گئے ہین کہ تا لوگ ڈر کر انکی بیعت قبول کرلین مگر اس حق پوشی کا مین کیا
جواب دون مین بار بار انہین اشتہارات مین لکھ چکا ہون کہ اصلاح نفس اور توبہ سے اس جگہ میری یہ مراد نہین ہے کہ کوئی ہندو یا
عیسائی مسلمان ہوجائے یا میری بیعت اختیار کرے بلکہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر کسی کا مذہب غلطی پر ہے تو اس غلطی کی سزا کے لیے
یہ دنیا عدالت گاہ نہین ہے اسکے لیے عالم آخرۃ مقرر ہے اور جسقدر قومونکو پہلے اس سے سزا ہوئی ہے مثلاً آسمان سے پتھر برسے
یا طوفان سے غرق کیئے گئے یا زلزلہ نے انکو فنا کیا اس کا یہ باعث نہین تھا کہ وہ بت پرست تھے یا آتش پرست یا کسی اور مخلوق
کے پرستار تھے اگر وہ سادگی اور شرافت سے اپنی غلطیون پر قایم ہوتے تو کوئی عذاب انپر نازل نہ ہوتا لیکن انہون نے ایسا نہ کیا۔ بلکہ
خدا تعالےٰ کی آنکھ کے سامنے سخت گناہ کیئے اور نہایت درجہ شوخیان دکھلائین اور انکی بدکاریونسے زمین ناپاک ہوگئی اس لیے
اسی دنیا مین ان پر عذاب نازل ہوا خدا کریم و رحیم ہے اور غضب مین دھیما ہے اگر اس زمانہ کے لوگ اس سے ڈرین اور بدکاریون
اور ظلمتون اور طرح طرح کے برے کامونپر ایسی جرأت نہ کرین کہ گویا خدا نہین ہے تو پھر انپر کوئی عذاب نازل نہین ہوگا جیسا کہ وہ
فرماتا ہے مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ۵۱۸ یعنے خدا تمہین عذاب دیکر کیا کریگا اگر تم شکر گذار بنجاؤ اور
خدا پر ایمان لاؤ اور اسکی عظمت اور سزا کے دن سے ڈرو ایسا ہی اسکے مقابل پر فرماتا ہے قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَاؤُ
كُمْ ۱۹ یعنی انکو کہدے کہ اگر تم نیک چلن انسان نہ بن جاؤ اور اس کی یاد مین مشغول نہ رہو تو میرا خدا تمہاری زندگی کی پروا کیا رکھتا
ہے اور سچ ہے کہ جب انسان غافلانہ زندگی بسر کرے اور اسکے دلپر خدا کی عظمت کا کوئی رعب نہ ہو اور بیقیدی اور دلیری
کے ساتھ اسکے تمام اعمال ہون تو ایسے انسان سے ایک بکری بہتر ہے جسکا دودھ پیا جاتا ہے اور گوشت کھایا جاتا ہے اور کھال
بھی بہت سے کامونمین آجاتی ہے۔ اور مین جانتا ہون کہ جسقدر مینے لکھا ہے وہ ان لوگونکے لیے بس ہے جنکے دل ٹیڑھے نہین
ہین اور جو جانتے ہین کہ خدا ہے۔ والسلام علی من اتبع الھدےٰ+ المشتہر۔ مرزا غلام احمد قادیانی

مہذب ممالک کی عورتین

مسٹر مانٹ نے پرچہ سکس مین نیو یارک کی عورتون کے جو امریکہ کی تہذیب کا مرکز ہے ایسے حالات لکھے ہین جو
اس ملک مین بھی دلچسپی سے پڑھے جاوین گے اسی شخص نے پہلے ایک مضمون فضول خرچی کے متعلق لکھا تھا جس مین

اس نے یہ لکھا تھا کہ نیویارک کی عورتین ایک سمور کے کوٹ پر اٹھارہ ہزار روپئے کے قریب خرچ کر دیتی ہین اس پر بعض اخبارون نے نکتہ چینی کی اور اس امر کی صحت سے انکار کیا اسلیے مسٹر رافٹ نے دوبارہ پوری تحقیق کے بعد پھر یہ مضمون لکھا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ "نیویارک کے ایک مشہور سمور فروش کی دکان پر ایک درمیانہ حیثیت کے کوٹ کی جو ہلکے چمڑے سے تیار ہوا تھا انتیس ہزار روپیہ قیمت بیان کیگئی۔ جب یہ پوچھا گیا کہ اس قسم کے عمدہ کوٹ پر کسقدر خرچ آتا ہے تو سمور فروش نے جواب دیا کہ عمدہ کوٹ کے تیار کرنے پر تینس روپے فی مربع انچ خرچ آتا ہے اس حساب سے اگر کوٹ ۳۰ انچ لمبا ہو تو اسکی قیمت ننانوے ہزار روپیہ ہوگی اور اگر ٹخنون تک لمبا کوٹ تیار کرایا جاوے تو اس کی لاگت ایک لاکھ ستیس ہزار روپیہ ہوگی۔ امیر عورتون کا کم سے کم سالانہ خرچ صرف لباس کا ایک لاکھ پندرہ ہزار آٹھ سو روپے ہوتا ہے ان واقعات کو مدنظر رکھ کر مسٹر رافٹ اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ نیویارک مین چھ ہزار عورتین ہر سال باران کروڑ سے زیادہ روپیہ لباس پر اڑا دیتی ہین اور اسکے بعد وہ لکھتا ہے " اور یہ صرف ایک شہر کا قصہ ہے اور دوسرے بڑے بڑے شہرون مثلاً بوسٹن۔ شکاگو۔ فلاڈلفیا اور باقی ملک کے اخراجات علاوہ ہین۔ امریکہ مین یقیناً دس ہزار عورتین ایسی موجود ہین جو اپنے خرچ لباس کو درمیانہ درجہ پر لے آئیں یعنی صرف نو ہزار روپیہ سالانہ لباس پر خرچ کرکے غربا کیلیے نو کروڑ روپیہ ہر سال بچا سکتی ہین۔ اور نو ہزار روپیہ لباس کیلیے کچھ تھوڑا خرچ نہین ہے" بالمقابل اسکے عام لوگون کی یہ حالت ہے کہ سات یا آٹھ گھر کے آدمیون کے لباس کا خرچ بمشکل ایکسو پچاس روپے تک پہنچتا ہے۔

اس فضول خرچی کو بیان کرنیکے بعد راقم مضمون ان لباسونکے پہننے کی اصل غرض کیطرف توجہ کرتا ہے اسکی راے مین اسکی غرض خاوندون کو خوش کرنا نہین بلکہ اصل غرض یہ ہوتی ہے کہ تا جو لوگ ان فاخرہ لباسونکو دیکھین وہ ان کے پہننے والونکی تعریف کرین۔ وہ کہتا ہے کہ "ایک دفعہ مجھے نیویارک کی ایک سرائے مین ٹھہرنیکا اتفاق ہوا۔ اور کھانا کھانیکے وقت میرے پاس ہی اتفاقاً دو میان بیوی تھے جو عموماً الگ بیٹھتے تھے مینے غور کیا کہ ہر شام کو بیوی نیا لباس پہن کر آتی تھی۔ ایک ہفتہ کے بعد مینے یہ دیکھنا شروع کیا کہ آیا پہلے پہنے ہوئے لباسونکو ہی پھر دوبارہ پہن کر آتی ہے یا نہین۔ مگر چھ ہفتہ تک یعنی جبتک مین اس سرائے مین ٹھہرا رہا مینے دیکھا کہ ہر روز وہ عورت نیا لباس جو پہلے سے بڑھ چڑھ کر ہوتا پہن کر آتی۔ اور مین حیران ہی رہا کہ ایک معمولی سے خاوند کے ساتھ ان نہایت قیمتی اور نو بنو لباسونکو پہن کر آنیکے کیا معنے ہین"۔ درحقیقت جیسا کہ اس پرچہ مین لکھا گیا ہے بیزار کر دینے والی دکھاوٹ اور نمایش تہذیب یافتہ ممالک مین دن بدن ترقی پر ہے اور اسکی وجہ صرف یہی ہے کہ عورت کو اس دایرے سے باہر نکال دیا گیا ہے۔ جو قدرت نے اسکے لیے تجویز کیا ہے۔

امریکہ مین جو تہذیب مین اول نمبر پر ہے عورتونکی حالت دن بدن ایسی بگڑ رہی ہے کہ انگلستان مین بھی ان عورتون کو اخلاقی وبا کے نام سے پکارا جاتا ہے چنانچہ ایک عورت لیوکس میلٹ نے انہین خیالات کا اظہار اخبار فارٹنایٹلی ریویو

کی تازہ اشاعت مین کیا ہے۔ وہ کہتی ہے کہ "ان عورتونکی بڑی سے بڑی آرزو صرف دنیا تک ہی محدود ہے۔ وہ باوجود ذرایع کے نہ ہونے یا کم ہونیکے اپنے سے اچھون کے لباس اور کھیلونمین نقل کرتی ہین۔ نکاح کو ایک ایسا دروازہ سمجھتی ہین جس مین داخل ہوکر ناجایز تعلقات کے پیدا کرنیکی آسان راہ کھل جاتی ہے۔ عورتون کی مجلسون مین شریک ہوکر اپنے اوقات ضایع کرتی ہین جس سے انتظام خانہ داری اور تربیت اطفال مین وہی نقص پیدا ہوتا ہے جو ان عورتون کی حالت مین ہوتا ہے جو شراب خانون مین اپنا وقت بسر کرتی ہین۔ سب سے بڑا دھوکہ جس مین وہ مبتلا ہین یہ ہے کہ وہ ظاہر شکل اور نمود کی پرستش کرتی ہین جس کا نتیجہ یہ ہے کہ انکے جوشون اور عشقون سے لیکر انکے اندر کے لباسون تک کسی بات مین کھراپن اور اصلی ہونا نہین پایا جاتا۔ انکی بڑی خواہش یہی ہوتی ہے کہ سوسائیٹی مین ہر شخص انکو جانتا ہو اور انکی شہرت عام ہو اور پھرنے پھرانے مین سارا دن گذر جائے وہ چاہتی ہین کہ لوگ انکی طرف توجہ کرین اور انکی نسبت باتین کرین مگر یہ باتین بہت اخراجات کو چاہتی ہین خصوصًا اس حالت مین جبکہ ایک شخص مین ذاتی خوبی کوئی نہین کوئی ایسا ضرور ہونا چاہیے جو انکے ان وسیع اخراجات کے بلون کو ادا کرے اور یہ بہانہ کرنا محض حماقت ہے کہ ان اخراجات کی برداشت ہمیشہ خاوند ہی کرتا ہے۔ یہ سخت باتین ہین (اور مہذب سوسائیٹی مین سخت قابل افسوس باتین) مگر افسوس ہے کہ انکی بنا واقعات پر ہے۔ ان عورتونمین سخت اصلاح کی ضرورت ہے اور مین چاہتی ہون کہ پریزیڈنٹ روسیولٹ کی تقریر کو نہ صرف پڑھا ہی جاوے بلکہ اسپر عمل بھی کیا جاوے۔" یہ اشارہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے پریزیڈنٹ کی اس تقریر کیطرف ہے جو اس نے حال مین ہی کی تھی اور جس مین اس نے خلوص دل سے عورتونکو نصیحت کی تھی کہ وہ فضولیون کو چھوڑ کر اپنے اصلی فرایض کی طرف توجہ کرین یعنی بچونکی پرورش اور انتظام خانہ داری کی طرف) "اور مین نہایت سنجیدگی سے کہتی ہون کہ اور تمام عیبون کو چھوڑ کر ظاہر پرستی اور نمود کا عیب ہی ایک بڑا عیب ہے اور اسکی جوابدہ خود عورتین ہی ہین کیا انہون نے تمام ضروریات کو صرف روپیہ ہی محدود نہین کر دیا یعنی روپے کا حاصل کرنا اور تماش بینی اور کھیل تماشون مین وقت ضایع کرنا۔" ہمارے لیے بڑی خوشی کا مقام ہے کہ اب تہذیب یافتہ اقوام اپنے نقصونکو آپ دیکھنے لگی ہین

ریویو:۔ تفسیر القرآن (اردو) جسکو شیخ یعقوب علی صاحب نے مرتب کیا ہے سورہ بقرہ کے اخیر تک تیار ہو چکی ہے۔ ماخذ اس تفسیر کا حضرت مولوی نورالدین صاحب کے نوٹ ہین جو یا تو انکے درس قرآن سے لیے گئے ہین اور یا پرانی یادداشتون سے۔ شیخ صاحب نے ان نوٹونکو ترتیب اور وسعت دینے مین بے نظیر محنت کا ثبوت دیا ہے۔ خدا تعالےٰ انکی اس محنت مین برکت دے اور اسکو بہتونکی ہدایت کا موجب کرے۔ میرے نزدیک اس زمانہ مین ایسی تفسیر کی سخت ضرورت تھی جسمین مباحثات کا وہ پیرایہ اختیار کیا جاوے جسکی ضرورت زمانہ مقتضی ہے اور قصون

٭ کسی جگہ وحی الہی کی بنا پر رکھا اسی طرح آپکے صحابہ رضی اللہ عنہم نے اسکو پڑھا اور پڑھایا اور جیسے یہ یقینی بات ہے جسکو میور جیسے دشمن اسلام نے بھی تسلیم کیا ہے کہ قرآن کریم کے الفاظ بغیر کسی شک اور شبہ کے وہی ہین جو آنحضرت صلعم کے منہ سے نکلے تھے ویسا ہی یہ امر بھی یقینی ہے کہ اسکی سورتون

رؤیا والہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

یکم مئی۔ ایک اشتہار دیکھا جس کے اوپر لکھا ہوا ہے "المبارک" پھر الہام ہوا برکۃ زایدۃ علی ھذا الرجل۔
۳۔ مئی۔ و ما رمیت اذ رمیت ولکن اللّٰہ رمٰی ۳ مئی۔ کسی نے ایک لکھا ہوا کاغذ دکھایا جس پر لکھا ہوا ہے۔
"آہ نادر شاہ کہاں گیا" ۹ مئی۔ و یستنبئونک احق ھو قل ای و ربی انہ لحق + ۹ مئی "پھر بہار آئی
خدا کی بات پھر پوری ہوئی" ۱۰ مئی۔ کیا عذاب کا معاملہ درست ہے۔ اور اگر درست ہے تو کس حد تک + ۱۳ مئی۔ رؤیا ایسا
معلوم ہوتا ہے کہ گویا میرا ایک مقدمہ ہے جس حاکم کے سامنے ہے وہ قایم علی (ایک پرانا ای اے سی) معلوم ہوتا ہے اور اسکے
سر شتہ دار میرے بھائی میرزا غلام قادر مرحوم ہیں۔ ہم تینوں قریب قریب ہی زمین پر بیٹھے ہیں۔ حاکم نے سر شتہ دار کو
کہا کہ پچیس روپے طلبانے کے داخل کریں۔ مینے دیکھا تو جیب میں روپے موجود تھے سو مینے نکالکر دیدیئے +
۱۴ مئی۔ میاں محمود اور ایک اور بچہ بیمار تھے دعا کی تو الہام ہوا۔ سلام قولاً من رب رحیم۔ پر خدا کا رحم ہے کوئی
بھی اس سے ڈر نہیں + ۲۲۔ مئی۔ صدقت الرؤیا انا کذالک نجزی المتصدقین۔ (اس الہام میں تصدیق
خبر زلزلہ ہے) ۲۳۔ مئی۔ بوقت دوپہر "زمین تہ و بالا کر دی" انی مع الافواج اتیک بغتۃ۔ "لنگر اٹھا دو"
۲۴ مئی۔ گذشتہ رات کو دیکھا کہ ایک لڑکی جسکا نام زینب ساتھ ہے۔ ایک کنوئیں پر گئے ہیں جو باغ کے باہر جنوب مغربی
کونہ پر واقع ہے۔ اور کہا کہ اس سے دور رہنا چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ زلزلہ کے سبب یہ کنواں زمین کے اندر گر پڑے۔ گویا
زلزلہ کے سبب کنوئیں کے زیر و بالا ہونیکا بھی اندیشہ ہے + فرمایا چند روز ہوئے ہم نے خواب میں دیکھا کہ ایک جگہ مردار پڑے ہیں۔
(عفت الدیار محلہا و مقامہا والی پیش گوئی جو حضرت مسیح موعودؑ نے مطابق وحی الہی اشتہار الندا میں شایع کی تھی اور
اخبار بدر مورخہ ۱۳۔ اپریل ۱۹۰۵ء میں چھپی تھی پوری ہوئی یعنی دھرمسالہ میں مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۰۵ء کو پھر سخت زلزلہ آیا
اور نئے مکانات جو رہایش کیواسطے بنائے گئے تھے کئی گر گئے۔ دیکھو اخبار سول ملٹری گزٹ مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۰۵ء)۔
۲۵۔ مئی۔ اُرید ما تریدون۔ ۲۶۔ مئی۔ (۱) صراط الذین انعمت علیھم۔
(۲) میں انکو سزا دونگا۔ (۳) "میں اس عورت کو سزا دونگا" معلوم نہیں یہ کس کے متعلق ہے۔ پھر فرمایا
گھر میں طبیعت بہت علیل تھی مینے دعا کی تو انکے متعلق یہ الہام ہوا۔
رَدَّ الیھا رَوحُھا وَ ریحانھا + اِنّی رَدَدْتُ الیھا رَوحَھا و ریحانھا۔
رؤیا۔ اسیوقت جبکہ مذکورہ بالا الہام ہوا۔ دیکھا کہ کسی نے کہا کہ آنے والے زلزلے کی یہ نشانی ہے جب میں نے نظر اٹھائی
تو دیکھا کہ اس ہمارے خیمہ کے سر پر سے جو باغ کے قریب نصب کیا ہوا ہے ایک چیز گری ہے خیمہ کی چوب کا اوپر کا سرا

وہ چیز ہے۔ جب مینے اٹھایا تو وہ ایک لونگ ہے جو عورتوں کے ناک مین ڈالنے کا ایک زیور ہے اور ایک کاغذ کے اندر لپیٹا ہوا ہے۔ میرے دل مین خیال گذرا کہ یہ ہمارے ہی گھر کا مدت سے کھویا ہوا تھا۔ اور اب ملا ہے اور زمین کی بلندی سے ملا ہے اور یہی نشانی زلزلہ کی ہے +

۲۷ مئی۔ عبد القادر رضی اللہ عنہ اری رضوانہ۔ اللہ اکبر۔ پہلی وحی کے متعلق فرمایا کہ خدا اپنی کچھ قدرتین میرے واسطے ظاہر کرنیوالا ہے اسواسطے میرا نام عبد القادر رکھا۔ رضوان کا لفظ دلالت کرتا ہے کہ کوئی فعل دنیا مین خدا کیطرف سے ایسا ظاہر ہونیوالا ہے جس سے ثابت ہو جائے اور دنیا پر روشن ہو جائے کہ خدا مجھ پر راضی ہے۔ دنیا مین بھی جب بادشاہ کسی پر راضی ہوتا ہے تو فعلی رنگ مین بھی اس رضامندی کا کچھ اظہار ہوتا ہے اسکے معنے یہ ہین کہ اس کی رضا پر دلالت کرنے والے افعال دیکھتا ہون۔

(مومن کو اللہ تعالے کی رضا بہت پیاری ہے۔ ایک حدیث مین آیا ہے کہ مومنین جب بہشت مین داخل کئے جائینگے تو ان سے کہا جائیگا۔ کہ اب مانگو جو کچھ مانگنا چاہتے ہو تو وہ عرض کرینگے کہ اے ربّ تو ہم پر راضی ہو جا۔ جواب ملیگا اگر مین راضی نہ ہوتا تو تمکو بہشت مین کس طرح داخل کرتا۔)

۲۸ مئی۔ رؤیا۔ شیخ رحمت اللہ صاحب کی ایک گھڑی میرے پاس ہے اور ایک ایسی چیز جیسے ترازو کے دو پلڑے ہوتے ہین۔ مثل جھیور ونکی بہنگھی کے۔ مین ایک ڈولی مین بیٹھا ہوا ہون۔ پھر کسی نے میان شریف احمد کو اس مین بٹھا دیا۔ اور اسکو چکر دینا شروع کیا۔ اتنے مین گھڑی گر گئی اور اس جگہ کے قریب ہی گری ہے۔ مین کہتا ہون کہ اسکو تلاش کرو۔ ایسا نہ ہو کہ محمد حسین نالش کر دے۔

فرمایا کہ خیال گذرتا ہے کہ شاید گھڑی سے مراد وہ ساعت ہے جو زلزلہ کی ساعت ہے جو معلوم نہین واللہ اعلم۔ اور وہ رحمت کی ساعت ہے یعنی یہ ساعت ہمارے واسطے رحمت الہی کا موجب ہوگی۔

۲۹ مئی۔ یاتون من کل فج عمیق۔ یاتیک من کل فج عمیق۔ ۳۰ مئی۔ قبل ظہر فرمایا۔ آج ایک عجیب الہام ہوا ہے جو پہلے کبھی نہین ہوا۔ صلوٰۃ العرش الی الفرش یعنی رحمت الہی جو تم پر ہے اسکی کیفیت یہ ہے کہ وہ عرش سے لیکر فرش تک ہے۔ فرمایا اسمین کمی کیفی مبالغہ ہے گویا اللہ تعالے کی رحمت نے فضا کو بھر دیا۔ یہ الہام آیندہ بشارت پر دلالت کرتا ہے یہ لفظی ہی نہین بلکہ عملی رنگ مین ظاہر ہونیوالا ہے اللہ تعالی کی سنت ہے کہ جب وہ کسی سے خوش ہوتا ہے تو اسپر انعام و اکرام بھی کرتا ہے برخلاف اہل دنیا کے کہ وہ جب کسی سے کوئی عطیہ نذرانہ وغیرہ لے لیتے ہین تو صرف لفظون مین کہدیتے ہین ہم تم پر بہت خوش ہین غرض یہ بڑا مبشر الہام ہے۔ عرش تو تجلی گاہ الہی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ زمین مین بھی قبولیت پیدا کر دیگا۔ جیسا کہ ایک حدیث مین آیا ہے کہ ایک شخص گمنامی کی حالت مین ہوتا ہے۔ اللہ تعالے جب اس سے راضی ہوتا ہے تو جبرئیل کہدیتا ہے کہ ملائکہ کو اسکی خبر کردو اسی طرح پر وہ دوسرے ملائکہ کو اور زمین مین اسکی قبولیت ڈالیجاتی ہے کل جو الہام ہوا ہے "یاتون من کل فج عمیق یاتیک

۲-جون - ینجی الناس من الامراض ترجمہ - لوگونکو بیماریون سے نجات دیتا ہے اور دیگا یعنی خداتعالےٰ بہتونکو ہماری دعاؤن سے بیماریونسے نجات دے گا +

۹-جون - انی معك ومع اھلك ومع کل من احبك + ۱۳-جون - صبحکے وقت پانچ سطرین فارسی

(بقیہ صفحہ ٹائٹل) کہ انکو اس سلسلہ کی اشاعت کی توفیق دے -

اسوقت احمدی قوم کا کیا فرض ہے - مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس فرض کی بجا آوری مین سستی ظاہر کیجا رہی ہے - جہان پہلے دو سو کے قریب رسالے باہر مفت بھیجے جاتے تھے اب اعانت کے کم ہو جانے کی وجہ سے منیجر مجبور ہو گیا ہے کہ ان رسالون کی تعداد مین کمی کرے - امید تو یہ تھی کہ پہلے جوش کے بعد جو حضرت اقدس کے پرزور الفاظ سے قوم مین پیدا ہوا انخادن بدن ترقی ہوگی مگر خلاف توقع یہ سلسلہ اب بہت ہی رو بہ کمی ہو رہا ہے اسلیے مین اپنے سب احباب کو دوبارہ توجہ دلاتا ہون کہ یہ ایک نہایت ضروری امر تبلیغ سلسلہ کا ہے - مثلاً اسوقت مسٹر عبدالحق سیورایٹ صاحب کے نیوزلینڈ و امریکہ وغیرہ جانیسے یہ ضرورت محسوس ہوئی ہے کہ بہتسے پرچے انکی معرفت ایسے لوگونکو بھیجے جائین جنکو وہ قبولیت کے لیے کسیقدر مستعد پائین تاانکے شکوک رفع ہون - لیکن اگر اعانت کی رفتار اسی طرح کم ہوتی گئی جس طرح ہو رہی ہے تو نہ صرف یہی ضرورت پوری نہ ہو سکے گی بلکہ جاری شدہ پرچہ کا بڑا حصہ بھی بند کرنا پڑے گا - حالانکہ اگر قوم متفقہ کوشش کرے تو آٹھ دس ہزار رسالے بھی مفت جا سکتے ہین یہی وقت مدد کا ہے عنقریب وہ وقت آنیوالا ہے کہ خود ان ممالک مین پر ہمت معاون پیدا ہو جاوینگے اور اسوقت اس اعانت کی ضرورت بھی نہ رہیگی پس میری آخری التماس اپنے سب بھائیون سے پھر یہ ہے کہ پورا زور اس سلسلہ کی تبلیغ پر صرف کرین اگر انکی کوششون سے کچھ آدمی بھی دین حق قبول کر لین تو انہون نے اپنی مراد پالی - جنہون نے وعدے کیے ہین وہ ایفا کرین اور جنہون نے ابھی تک اس مین حصہ نہین لیا وہ بھی بقدر ہمت حصہ لین + والسلام -

محمد علی ۲-جون ۱۹۰۵ء

ضروری اطلاع

رسالہ نورالدین جس مین فاضل مصنف نے بعد نظر ثانی کسیقدر اضافہ کیا ہے خوشخط و عمدہ کاغذ پر چھپکر تیار ہے - قیمت علاوہ محصول ڈاک ۸ / ہے - درخواستین اس پتہ پر ہون +

سیٹھ عبدالاحد ہدایت اللہ جنرل مرچنٹ و کمیشن ایجنٹ کٹڑہ جیل سنگھ امرتسر +

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۰۲

شکریہ معاونین

حضرت اقدسؑ کے ارشاد کی تعمیل مین محض ابتغاءً لمرضاۃ اللہ جو احباب اس رسالہ میگزین کی مختلف پیرائیون مین مثلاً خود خریدار بننے۔ دیگر خریدار پیدا کرنے اور اعانت کا روپیہ بھیجکر ولایت مین انگریزی پرچہ جات اور ہندوستان کے غیر مذاہب مین اردو انگریزی پرچہ جات مفت جاری کرا کر اس رسالہ کی کثرت اشاعت مین امداد فرماتے ہین وہ اس لائق ہین کہ صفحہ قرطاس پر انکی یادگار رہے تاکہ سابق بالخیرات ہونیکی حیثیت سے وہ آیندہ نسلونکے لیے ایک احسن نمونہ ٹھہرین اور انکی دعایئن تا قیام دنیا لیکر ثواب و حسنات دارین کی مستحق ٹھہرین جن احباب نے حال ہی مین امداد کا روپیہ بھیجا ہے انکے اسمار بلقید رقم عطیہ درج ذیل ہین اور تہ دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالے انکو اسکی جزائے خیر دے۔ اور دیگر احباب کو انکی نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین۔

(۱) ڈاکٹر نعمت خانصاحب وٹرینری اسسٹنٹ پشاور للعہ (۲) جماعت پشاور معرفت مولوی غلام حسین صاحب سب جسٹرار عہ (۳) ڈاکٹر سید محمد حسین شاہصاحب لاہور (۴) جماعت شملہ معرفت بابو برکت علی صاحب کلرک۔ عہ (۵) بابو برکت علیصاحب کلرک شملہ للعہ (۶) بابو غلام حسین صاحب سٹیشن ماسٹر ٹوبہ ٹیک سنگھ للعہ (۷) جماعت جہلم معرفت ماسٹر ہدایت اللہ صاحب۔ ہلے (۸) میاں دوست محمد صاحب جہلم۔ للعہ (۹) ماسٹر محمد دین صاحب سابق ٹیچر قادیان صہ (۱۰) منشی نواب دین صاحب نائب شرف پسرور للعہ (۱۱) شیخ نیاز احمد صاحب وزیر آباد۔ للعہ (۱۲) منشی حسین بخش صاحب تحصیلدار بندوبست پنڈی گھیپ۔ صہ (۱۳) منشی عبد العزیز صاحب ٹیلر ماسٹر متھرا ہے (۱۴) میاں احمد بخش صاحب دھرمکوٹ رندھاوہ۔ عا (۱۵) سید محمد قاسم صاحب شاہجہانپور عا (۱۶) ہمشیرہ جناب مولوی محمد علیصاحب ایم اے۔ قادیان۔ عا (۱۷) میاں فضل احمد صاحب ضلع گجرات عا (۱۸) منشی محمد جان صاحب اسسٹنٹ جیلر سنٹرل جیل لاہور عا (۱۹) میاں محمد رمضان و نور محمد احمدیان محمود پور سامانہ عا (۲۰) میاں غلام رسول صاحب بدوملی سیالکوٹ عا (۲۱) میاں جامان ولد شرف پرم جیت پور عا (۲۲) میاں نیاز اللہ صاحب۔ آسام عہ (۲۳) منشی فضل احمد صاحب پٹواری سکریالی ضلع گجرات عہ (۲۴) بابو محمد اسماعیل صاحب سب پوسٹماسٹر روجھان (۲۵) میاں محمد دین صاحب بہلول پور۔ عہ (۲۶) میاں عبد اللہ صاحب عہ (۲۷) میاں فتح محمد صاحب جگراؤن۔ عہ (۲۸) منشی ہاشم علی صاحب قانونگوے سردل گڈھ ضلع فیروز پور۔ عہ (۲۹) مولوی سکندر علیصاحب ٹیچر قادیان۔ ۸ (۳۰) مرزا ظہور علیصاحب شاہجہانپور۔ ۸

(باقی آیندہ)

مینجر

قادیان سے مل سکتی ہین۔ حکیم فضلدینصاحب نے اپنے مطبع ضیاء الاسلام مین منیجر میگزین کیلئے چھاپا